رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

اخبار ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

یہ پرچہ خلافت لائبریری ربوہ کی طرف سے مفت تقسیم کیا گیا ہے

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مَہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۱ء

ایڈیٹر و پروپرائیٹر
عاجز قاسم علی
قادیان

فاروق

ایک ایک روپیہ کر کے چار ماہ کا پیشگی ادا کر سکتے ہیں
اگر کم مستطاعت اصحاب بجائے یکمشت ادا کرنے کے

ہمارے خریدار صاحبان

بکڈپو ۔ غیر ممالک ۵ صفحہ

جلد اوّل | ۴ - نومبر سنہ ۱۹۱۵ء - مطابق ۲۵ - ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ھ یوم پنجشنبہ از قادیان دارالامان | نمبر ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱- اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا اسکی صفات یا اسکے اسماء یا اسکی عبادت میں نہ اس کا شریک ہے نہ شریک ہو سکتا ہے۔ ۲- ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ ۳- خدا تعالیٰ نے قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے اُنپر فرداً فرداً اور جنکا ذکر نہیں اُنپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔ ۴- ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ ۵- الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور کھلا رہیگا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔ ۶- ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔ ۷- بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے۔ ۸- ہمارا یقین ہے کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن نے سورہ جمعہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور آپکے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں۔ ۹- ہمارا یقین ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے جس کے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ کے کمالات کے جامع ہیں۔ اور آپکے بعد کوئی شخص سوائے آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہے مومن بھی نہیں ہو سکتا۔ پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ اس اُمت کی اصلاح کیلئے کوئی شخص پچھلی نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں کہ اپنی اُمت کی خود اصلاح کر سکیں اور دجالی فتنہ کو دور کر سکیں؟ پس کیا ضرورت ہے جو دوسرے نبی کو مدد کیلئے بلایا جائے۔ لہٰذا ہمارا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اُمت میں سے آپکے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے اور آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو کوئی نئی کتاب لائے یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ نیا نہ پرانا۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہے۔ اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نَبِیُّ اللّٰہ کہکر یاد فرمایا ہے جس کے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ اُمت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعود) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجہ نبوت حاصل کیا ہے۔ ۱۰- ہم معجزات انبیاءؑ کے قائل ہیں جن کا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کے لئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ ۱۱- مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ ۱۲- مسیح موعودؑ ہی مہدی معہودؑ ہے۔ ۱۳- مثیل موسیٰؑ یعنی رسول کریمؐ موسیٰؑ سے افضل اور مثیل مسیحؑ یعنی مسیح موعودؑ مسیحؑ سے افضل ہے۔ ۱۴- مسیح موعودؑ کے انکار کا وہی نتیجہ ہے جو دوسرے انبیاءؑ کے انکار کا۔

ہدایات

۱- غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ۲- غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ ۳- غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے۔ ۴- خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری ہے۔ ۵- ضروریات سلسلہ کیلئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ ۶- سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے۔

الفاظ بیعت حضرت خلیفۂ ثانی

مَیں آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہونگا۔ شرک نہیں کرونگا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرتا رہونگا۔ قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے سننے میں کوشاں ہونگا۔ تبلیغ اسلام کو اپنا اعلیٰ فرض خیال کرونگا۔ جو نیک کام تم مجھے بتاؤ گے انہیں ہر طرح تمہارا فرمانبردار رہونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرونگا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے سب دعاوی پر ایمان رکھونگا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ ۳ بار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہٗ لا یغفر الذنوب الا انت ۳ بار۔

اے میرے رب مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مَیں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ بعد ازاں دعا کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تختگاہ خلافت

ایوان خلافت حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اب بفضل الٰہی اچھی ہے۔ اور حضور بدستور اپنے اوقات گرامی ترجمۃ القرآن کی نگرانی میں صرف فرماتے ہیں۔ اور علاوہ دیگر امورات خلافت کی بجا آوری کے مستورات میں درس قرآن بھی دیتے ہیں۔ احباب حضور کی صحتیابی اور نصرت و کامیابی کے لئے بلا ناغہ دعائیں فرمائیں۔

خاندان رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ جملہ متعلقین و صاحبزادگان والا تبار کے بخیریت ہیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی اے مدرسہ احمدیہ کیطرف ہمہ تن مصروف ہیں۔

خلافت اولی میاں عبدالحی صاحب اس ہفتہ بعارضہ بخار سخت علیل رہے۔ حرارت ۱۰۶ درجہ تک رہی۔ ضعف و نقاہت بہت بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس یادگار نورالدین اعظم رضؓ کو صحت کاملہ عطا فرماوے۔ اب مرض سے افاقہ اور صحت میں اضافہ ہے۔ باقی خاندان میں بخیریت ہے۔

اخی المکرم پیر مظہر قیوم صاحب خلف الرشید پیر افتخار احمد صاحب کے اللہ تعالےٰ نے پہلی بیوی سے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ خدا اس مولود مسعود کو حیات طویل عطا فرما کر والدین اور دین کا سچا خادم بنا دے۔ آمین۔ فاروقی پیر افتخار احمد صاحب کو مبارکباد عرض کرتا ہے۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بفضلہ معہ اہل عیال اور خدمت مدرسہ احمدیہ کے علاوہ تفسیر القرآن بھی لکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی ایک مضمون اختلافی مسائل پر بھی نہایت زبردست اور مکمل و مدلل تحریر فرما رہے ہیں۔

الفضل دوبار آئندہ ہفتہ سے الفضل بجائے تین بار کے دوبار منگل اور ہفتہ کو نکلا کریگا۔ اور حجم جو تین پرچوں کا ہونا تھا وہی دو پرچوں کا ہوگا یعنے پہلے چوبیس ۲۴ صفحہ کے تین پرچے ہوتے تھے۔ اب بارہ بارہ صفحہ کے دو پرچے ہوا کریں گے قیمت میں بوجہ صفحات کم نہ کرنے کے کوئی کمی نہ ہوگی۔ اس طرح بھی ناظرین کو ہفتہ میں تین پرچے پڑھنے کا موقعہ ملا کریگا منگل اور ہفتہ کو الفضل جمعرات کو فاروق

آمد مہمانان ملک محمد بخش صاحب گورالی سے ڈاکٹر عبداللہ صاحب و یکسی نیٹر۔ میاں چراغ الدین صاحب منشنر و میاں نذیر حسین خلف مرہم عیسےٰ لاہور سے منشی برکت علی صاحب شملوی گورداسپور سے سے تشریف لائے۔ کچھ اور مہمان بھی آئے جنکے نام ابھی درج نہیں ہوئے

سلسلہ کی خبریں

لکھنؤ سے برادرم مولوی کبیر الدین احمد صاحب ابوالکلام صاحب ایڈیٹر الہلال کے ایک خط کی نقل بھیجتے ہیں۔ جس میں ایڈیٹر صاحب موصوف نے وفات مسیح کو تسلیم کیا ہے اور وہ نقل یہ ہے

"قرآن مجید سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ایک پیغمبر تھے جو عادت الٰہی کے مطابق اپنے وقت معہود پر وفات پا گئے۔ انی متوفیک و رافعک الی۔ واللہ خیرہ و شرہ قرآن میں نہیں ہے۔ معمولی عربی کا جملہ ہے۔ ابوالکلام"

دوسرا ایک اور خط مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی کا ہے اس میں بھی وفات مسیح کا اقرار ہے اسکی نقل یہ ہے۔

"جناب مولوی کبیر الدین احمد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کانپور جانے کا ابھی تک کوئی وقت مقرر نہیں کر سکا ہوں میرے خیال میں لفظ بل اضراب کے واسطے ہے (بل رفعہ اللہ الیہ میں) یعنے مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے انکو وفات دیدی۔ واللہ اعلم۔ وتحظ نیازمند مفتی محمد عبداللہ ۱۷ جنوری ۱۴ء ندوۃ العلماء لکھنؤ"

(ایڈیٹر) اسکے ساتھ ہی ذیل میں ہم تفسیر ثنائی سے بھی وفات مسیح کا ثبوت دیدیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مولٰنا ثناء اللہ صاحب امرتسری ہمیشہ وفات مسیح کی بحث سے گریز کیا کرتے ہیں وہو ہذا "وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم" فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیئ شہید۔ اور میں علاوہ تعلیم کے جب تک ان میں رہا۔ انکی اس بات پر خبر گیری کرتا رہا۔ پھر جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو تو ہی انکا نگہبان تھا"

تفسیر ثنائی جلد سوم صـ۵۳

درخواست دعا مکرمی چوہدری مولا بخش صاحب بہٹی کی اہلیہ صاحبہ تو مدت سے بیمار ہیں مگر چوہدری صاحب بھی آجکل بیمار ہیں احباب خاص توجہ سے چوہدری صاحب اور انکی اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں اور پنجوقتہ کریں۔

اخویم حضرت مفتی صاحب سلمہ مدراس میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور آپنے ایک چٹھی بغرض اشاعت فاروق میں شائع کرنیکے واسطے بھیجی ہے جو درج ذیل ہے۔

"ولایت سے ایک نومسلم انگریز برادر عبدالرحیم صاحب احمدی ڈاک منشی فرانس کے ذریعہ سے خواہش کرتے ہیں کہ کوئی احمدی نوجوان تصویری کارڈوں پر ان کے ساتھ خط و کتابت کریں تصویریں عموماً مساجد کی ہوں یا اسلامی عمارات کی۔ اُدھر سے وہ اس ملک کے تصویری کارڈ ارسال کرینگے پتہ یہ ہے۔

R.f.m C.S. Schleich 3912
C. Company 7th Platoon
3/6 City of London Rifles
Hurdl-Park Camp
Surrey England

صادق جو صاحب خط و کتابت شروع کریں۔ مجھے بھی اطلاع دیں۔ میرا پتہ رجسٹری۔ پارسل۔ منی آرڈر بڑے پیکٹ کیواسطے یہ ہے۔

Mohammad Sadiq
C/o Ahmad Abdur Rahman
No 8/141 Evening Bazar Seth Road *

اور معمولی خطوط۔ کارڈ۔ پیکٹ اخبار کے واسطے یہ ہے

No 1 General Patters Road
Mount Road Madras.

محمد صادق عفی اللہ عنہ از مدراس۔ ۲۲ اکتوبر ۱۵ء

پیغام بلڈنگس لاہور

(۱) حامیان پیغام نے اشاعت اسلام کالج کے لئے ایک بڑے کرایہ پر کوٹھی کرایہ پر لے رکھی ہے۔ جس کے ایک حصہ میں مولوی محمد علی صاحب رہتے تھے اور انہیں ٹینس کھیلنے کا موقعہ بھی ملجاتا تھا۔ اب اس کوٹھی کو چھوڑنا پڑا۔ اور کالج سمٹ سمٹا کر ڈاکٹر مرزا صاحب کے مکان پر آگیا۔ چھ سات طالب علم ہیں۔ پروفیسر صاحبان کی تعداد معلوم نہیں آٹھ ہیں یا نو مگر ہیں سب خانہ نشین۔

۲۔ اشاعت اسلام کالج کے پروفیسر فضل الٰہی نے کہا کہ مجھے ایک اور جگہ سے ۱۵۰ روپے ملتے ہیں (مطلب یہ تھا کہ تنخواہ موجودہ بڑھاؤ) ٹرسٹیان کالج نے انکار کیا تو اب وہ رخصت بلا تنخواہ لیکر چلا گیا ہے

۳۔ ڈاکٹر عبدالمجید جس نے دیکھا تھا کہ قادیان پر بجلی گری خود اسپر بجلی گری اور وہ پیغام بلڈنگ میں نہیں۔

۴۔ مرزا عبدالغنی جسے مہمانخانہ یا بیت المال کا افسر بنایا تھا متلاشی حق ہے کہ یا مہمانوں کی کثرت سے اکتا کر سیالکوٹ مشن کمپونڈ میں داخل ہوا معلوم نہیں آجکل کہاں ہے ہاں اپنے عہدہ پر واپس نہیں آیا

۵۔ عبدالکریم نومسلم جسے قادیان سے جانے پر دفتر سکرٹری کا محرر اول بنایا گیا تھا اسکی بھی کچھ ان بن ہوئی وہ علیحدہ ہو گیا یا کر دیا گیا۔

۶۔ احمدیہ سٹیم پریس کی ضمانت پانسو روپیہ تھی۔ پھر اخبار کی ضمانت پانسو منشی صدرالدین کے ایک مضمون کی بنا پر لیجائی بیان کی ہے (ایڈیٹر) اخبار پیغام کو کافی حق حاصل ہے کہ وہ ان ضرورتوں سے جنکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق قادیان دارالامان

مورخہ ۴ - نومبر ۱۹۱۵ء

اسلام میں عورتوں کا درجہ

اگر یہ کہا جائے - کہ انسانی زندگی ایک گاڑی کی مانند ہے جسکو صحیح وسلامت منزل مقصود پر پہنچانے کے لیئے مرد وعورت کے کندھوں پر خالق اکبر نے اس کا جُوا رکھ دیا ہے - تو بالکل درست ہے - اگر یہ کہا جائے - کہ کشاکش زیست کے نشیب وفراز کو کامیابی کے ساتھ طے کرنے کے لیئے عورت ومرد ایک دوسرے کے خضر راہ ہوتے ہیں - تو بالکل بجا ہے اور اگر یہ کہا جائے - کہ حیات انسانی کی لاانتہا الجھنوں کے سلجھانے کے لیئے عورت ومرد ایک دوسرے کیلیئے وزیر باتدبیر کا کام دیتے ہیں - تو بالکل صحیح ہے - اس حقیقت اور واقعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے - کہ مرد کیلیئے عورت کا اور عورت کیلیئے مرد کا ساتھی ہونا نہایت ضروری ہے ورنہ ناممکن ہے - کہ کوئی مرد بغیر عورت کے اور کوئی عورت بغیر مرد کے دنیا میں کامیاب اور باآرام زندگی بسر کرسکے -

اس زمانہ میں جہاں بہت سے لوگ اور بڑی بڑی گروہوں کا شکار ہورہے - اور قوانین فطرت کو پس پشت ڈالکر ایجاد بندہ کے مصداق بن رہے ہیں - وہاں کچھ اس قسم کے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں - جن کا خیال ہے - کہ مجردانہ زندگی بہت اعلیٰ زندگی ہے - کیا ضرورت ہے - کہ مرد کسی عورت کو گھر میں لاکر طرح طرح کے تفکرات اور قسم قسم کی ضروریات کا بوجھ اپنے گلے ڈال لے - یا عورت کسی ایک کی ہوکر اپنی احتیاجوں اور ضرورتوں کا انحصار اس پر رکھے اور دوسرے کی دست نگر ہوکر اپنی آزادی کو خیرباد کہدے آرام اور اطمینان کی زندگی اسی میں ہے - کہ ہر ایک انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے آپ پر بھروسہ رکھے - اور دوسرے کے قبضہ میں اپنی آزادی کی باگ دینے سے احتراز کرے -

ان خیالات کی لغویت میں کسی عقلمند اور باسمجھ کو ذرا بھی شک وشبہ نہیں ہوسکتا - کیونکہ دنیا میں امیر سے لیکر غریب تک اور شاہ سے لیکر گدا تک کوئی ایک بھی انسان ایسا نہیں - جسکو کچھ نہ کچھ احتیاجیں اور ضرورتیں نہ لگی ہوں - اور پھر وہ احتیاجیں ایسی نہ ہوں - کہ جو عورت کی مدد کے بغیر مرد کی اور مرد کی تائید کے بغیر عورت کی پوری ہوسکتی ہوں - جب صورت حال یہ ہے - تو کس طرح ہوسکتا ہے - کہ ہر ایک مرد وعورت اس غلط اور نادرست آزادی میں زندگی بسر کرسکے جسے تجردانہ زندگی کہا جاتا ہے - یہ ایک پیش افتادہ بات ہے - کہ مرد کو بعض ایسی احتیاجیں ہیں - جن کا پورا ہونا عورت کی ذات خاص سے متعلق ہے - اور یہ بھی درست بات ہے - کہ عورت کو بہت سی ایسی حاجتیں ہیں - جنکا سرانجام پانا مرد سے مخصوص ہے - اور جبتک مرد وعورت ایک دوسرے کیلیئے شفیق اور حاجت برار ہو کر نہ رہیں - اور انکے تعلقات الفت ومحبت کو لیئے ہوئے نہ ہوں - اسوقت تک دونوں میں سے کوئی ایک بھی آرام میں نہیں رہ سکتا - یہی وجہ ہے - کہ اسلام نے جو خدا تعالیٰ کا سچا اور کامل مذہب ہے - اور جو انسانی زندگی کو کامیاب اور باآرام بنانیکے لیئے آیا ہے عورت کی خاص عزت اور توقیر قائم کرکے اسکے ساتھ حُسن سلوک کا حکم دیا ہے -

چونکہ تمام مذاہب نے عورت کو بہت ادنیٰ قرار دیا ہے - اس لیئے عورت ومرد کے تعلقات کو خوشگوار بنانیکے لیئے سب سے پہلے عورت کی قدر کا قائم کرنا ضروری تھا - جسے اسلام نے اطرح کیا - کہ خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ خدا تعالیٰ نے تم میں سے ہی تمھاری جوڑوں یعنی عورتوں کو پیدا کیا ہے کیوں - اسلیئے کہ انکی وجہ سے تم آرام اور تسکین پاؤ - اور خدا تعالیٰ نے تم میں کچھ خواہشیں رکھکر آپسمیں محبت اور انس بھی پیدا کردی ہے -

گو یہ الفاظ مختصر ہیں - لیکن حقیقت شناس اصحاب کے لیئے اپنے اندر بڑی بڑی ضخیم کتابوں سے بھی بڑھکر جامعیت رکھتے ہیں - یہاں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ خلق لکم من انفسکم ازواجا عورتیں بھی تم میں سے ہی پیدا کی گئی ہیں - اور وہ بھی تمھاری ہی جسم کا ایک حصہ ہیں - اسلیئے انسانیت کے لحاظ سے انمیں اور تم میں کوئی فرق نہیں - اگر انکو کوئی اپنے سے کم درجہ پر سمجھیگا - اور نظر حقارت سے دیکھیگا تو گویا وہ اپنے آپکو ہی ذلیل اور رسوا کریگا - کیونکہ خدا نے جب انکو تم میں سے ہی بنایا ہے - تو پھر کیا وجہ ہے - کہ تم انکو اپنا جزو بدن سمجھکر قدر کی نگاہ سے نہ دیکھو - کوئی کہ سکتا تھا - مانا کہ خدا تعالیٰ نے عورتوں کو ہم میں سے ہی پیدا کرکے ہمارا ایک حصہ بدن قرار دیا ہے لیکن جسم کے کئی حصے ایسے بھی تو ہیں - جنکو کم درجہ حاصل ہے - مثلاً پاؤں کو وہ قدر اور مرتبہ حاصل نہیں - جو ہاتھوں کو ہے - اور ہاتھوں کو وہ رتبہ میسر نہیں - جو سر کو ہے - اسی طرح عورت بیشک مرد کا ایک جزو ہے - لیکن اسی طرح کا جسطرح کے اور نچلے درجہ کے عضو ہوتے ہیں - اسکے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے لتسکنوا الیھا عورتیں تمھارا کوئی بیکار یا کم فائدہ رساں جزو نہیں - بلکہ تمھیں آرام اور تسکین دینے والا حصہ ہیں - اسلیئے یہ اعتراض حل ہوگیا - کہ عورتیں اس طرح کا جزو ہیں - جسطرح کے کم رتبہ کے ہوتے ہیں - کیونکہ ہر ایک بدن کے حصے کی قدر اور منزلت اسکے فائدہ اور نفع کی وجہ سے کیجاتی ہے جب عورت کا اسقدر فائدہ ہے - کہ اسکی وجہ سے ایسا آرام اور اطمینان ہوسکتا ہے - جو اور کسی طرح میسر ہی نہیں آسکتا تو اسکا رتبہ بھی بہت بلند ہونا چاہیئے - اور ہے اسکے بعد فرمایا جعل بینکم مودۃ ورحمۃ - ہم تمھیں عورتوں کی قدر کرنیکے لیئے مجبور نہیں کرتے - تم اپنی فطرت میں ہی غور کرکے دیکھ لو - آیا اسمیں عورتوں کے ساتھ محبت اور انس کرنیکا مادہ رکھا گیا ہے - یا نہیں - ضرور رکھا گیا ہے تو پھر تم خود ہی فیصلہ کرلو - کہ ایک محبوب چیز سے کس طرح کا سلوک کرنا چاہیئے - اور اسکی کسقدر تمھیں قدر کرنی چاہیئے -

اسلام نے عورت کا یہ درجہ مقرر کرکے بتادیا ہے - کہ وہ کس سلوک اور کس قسم کے تعلقات کی مستحق ہے - یہ آیت جس مرد کے مدنظر ہوگی - وہ کبھی اپنی عورت کو حرف شکایت زبان پر لانیکا موقع نہیں دیگا -

اسلام کے ماقبل کے حالات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے - کہ عورت جسے آدم کی پسلی اور ابن آدم کی ماں ہونیکا فخر حاصل ہے - ایک ادنیٰ جماعت میں شمار کیجاتی تھی - اس بات کا ثبوت ان مذاہب کی کتب مقدسہ کی ورق گردانی کرنیسے بخوبی طور پر مل سکتا ہے - جو اسلام سے پہلے کے ہیں - اسلام کے قریب کا مذہب عیسائیت ہے - یہاں میں اسی مذہب کی اس تعلیم کا مختصر سا ذکر کرتا ہوں جو وہ عورت کے متعلق دیتا ہے - مسیحی کتب میں عورتوں کی نسبت لکھا ہے - کہ "جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے - ویسی ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں (افسیوں ۵/۲۴) "عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیئے - اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے - کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا - اسکے بعد حوا - اور آدم نے فریب نہیں کھایا - بلکہ عورت فریب کھاکر گناہ میں پڑگئی - تمطاؤس (۱ ۲ ۱۱ ۱۴)

میں اس بات کو معرض بحث میں نہیں لاؤنگا - کہ یہ تعلیم عورتوں کے حالات پر کیا کچھ اثر ڈالتی ہے - کیونکہ مندرجہ بالا حوالوں کی عبارت صاف اور واضح ہے - جسکو ہر ایک انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے - ہاں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اسلام عورت کو کیا درجہ عطا کرتا ہے - اور مرد کو عورت کے حقوق کے متعلق کیا حکم دیتا ہے - خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولھن مثل الذی علیھن کہ شوہروں پر بھی بیویوں کے متعلق ایسے ہی فرائض عائد ہوتے ہیں - جیسے کہ بیویوں پر شوہروں کے متعلق ہیں - یعنی اگر مرد کوئی بات عورت سے منوا سکتا ہے - تو عورت کو بھی حق ہے - کہ اپنی بات مرد سے منوائے - یہی وہ طریق ہے جس سے مرد وعورت کے تعلقات عمدہ اور پسندیدہ رہ سکتے ہیں - ورنہ عورت جسمیں عقل سمجھ حمیت غیرت اور دیگر طاقتیں موجود ہیں - وہ مرد کے ماتحت ایک کل کی صورت میں ہرگز نہیں رہ سکتی - اسلام نے عورت کی قدر اور حقوق کو مقرر کرکے بتادیا ہے - کہ اطرح عورت مرد کے لیئے آرام وتسکین کا باعث ہوسکتی ہے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختصر نوٹ

پنجاب کی نئی نہروں کی زمین کی تقسیم

حال میں ہی سرکاری اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ نہر اپر جہلم اپر چناب اور لوئر باری دوآب سے پنجاب کے بہت سے علاقہ کی آبپاشی ہوگی چنانچہ اپر جہلم قریباً ساڑھے تین لاکھ اور اپر چناب قریباً ساڑھے چھ لاکھ ایکڑ کی آبپاشی کریں گی۔ لیکن اپر نو آبادی کا بہت کم موقع ہے نہر لوئر باری دوآب پر ۱۲ لاکھ ایکڑ زمین نو آبادی کے لیئے موجود ہے۔ چنانچہ ساڑھے سات لاکھ ایکڑ یا تیس ہزار مستطیل لمبے ٹکڑے جن میں سے ہر ایک ۲۵ ایکڑ ہوگا۔ ایسی شرطوں پر تقسیم کیئے جائینگے جن سے گھوڑوں اور خچروں کی نسل کشی میں حوصلہ افزائی ہو مگر اس کا طریقہ نہر لوئر جہلم سے مختلف ہوگا۔ کہ قریباً ۱۷ ہزار مستطیل کسان نو آباد کاروں اور سابق سپاہیوں کو کاشت کے لیئے ایک ایک مستطیل قطعہ کے حساب سے تقسیم کیئے جائیں ان تمام اشخاص کو چند سالوں کے بعد وہ لوگ نصف قیمت پر زمین خرید سکیں گے مگر فی ایکڑ زیادہ سے زیادہ ایک سو روپیہ لیا جائیگا۔ ان مستطیلوں کے عطیہ کیلیئے گھوڑوں اور خچروں کی نسل کشی کی کوئی شرط نہیں ہے لیکن انکے پانیوالے اشخاص نسل کشی کے لیئے فالتو مستطیل حاصل کر سکیں گے ان ۱۷ ہزار مستطیل قطعوں میں سے ۷ ہزار مستطیل سابق سپاہیوں کے لیئے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں اور باقی قطعوں کے لیئے دریائے ستلج کے مغربی علاقوں کے کسانوں میں سے انتخاب ہو چکا ہے۔ باقی کے تین ہزار مستطیل قطعوں میں سے ۷ ہزار گھوڑے اور خچروں کی نسل کشی کے لیئے تقسیم ہونگے اور انکے لیئے مذکورۂ بالا ۷ ہزار مستطیل پانیوالے اشخاص مقابلہ کر سکیں گے یہ زمین دس سال کے پٹے پر دیجائے گی اور ہر ایک مستطیل کے اجارہ دار کو ایک گھوڑی رکھنی ہوگی۔

مذہبی فسادات کے باب میں ہز آنر کا ارشاد

آپ نے فرمایا۔ کہ مجھ سے زیادہ اس امر کا خواہش مند اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر ایک فرقہ میں سچا جذبہ ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تعلیم انسانی بہبودی اور اخلاق کی یہی مضبوط ترین بنیاد ہے۔ لیکن دوسروں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کرنا خواہ وہ دیگر مذاہب ہی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ہر ایک مذہب و ملت کا جو مذہب کہلانے کا مستحق ہے پہلا اصول ہے۔ اور اس سے ثابت ہے۔ کہ ایک آدمی جتنا اپنے مذہب سے زیادہ لگاؤ رکھتا ہے۔ اسی قدر وہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کے مذہبی جذبات کا پاس و لحاظ کرتا ہے۔

یہ وہ اسلامی اصل ہے جو تیرہ سو برس سے مسلمانوں کے لیئے مایہ افتخار رہے۔

محکمہ ڈاکخانہ کی رپورٹ

ہندوستان کے محکمہ ڈاکخانہ کی رپورٹ ۱۹۱۴ء سنہ ہو گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سال کے اختتام پر سررشتہ ڈاکخانہ میں ۹۵ ہزار ۴ سو ۳۳ ملازم تھے۔ ۱۹ ہزار ۱ سو ۵۸ ڈاکخانے اور ایک لاکھ ۵۶ ہزار ۶ سو ۷۰ میل طویل گاڑیوں کی پٹریاں تھیں۔ اغراض ڈاکخانہ کے لیئے ۲ کروڑ ۳۷ لاکھ ۴۱ ہزار ۸ سو ۱۰ روپے کے ٹکٹ فروخت ہوئے۔ تجار اور دوسرے لوگوں نے ۴۵ کروڑ روپے کی قیمت کے قیمت طلب پارسل بھیجے۔ اور انکے متعلق ۱۲ کروڑ روپے جمع کیئے گئے ۴ کروڑ پچاس لاکھ بیمہ شدہ اشیاء جنکی قیمت ۳۷ کروڑ ۳۵ لاکھ روپے تھی۔ ڈاکخانہ کے سپرد ہوئیں۔ ممالک غیر سے آئے ہوئے پارسلوں اور خطوط پر ۷ لاکھ ۹۱ ہزار ۸ سو ۸۰ روپیہ محصول کروڑگیری وصول ہوا۔ ہندوستانی فوجی پنشنروں میں ۳۱ لاکھ ۶۵ ہزار ۳ سو پچھتر روپے پنشن تقسیم کی گئی۔ یکم مارچ ۱۹۱۵ء سنہ کو ۱۶ لاکھ ۴۰ ہزار ۵ سو لوگوں کا حساب سیونگ بنک میں تھا۔ جنکے متعلق ایک کروڑ ۵۰ روپے خزانہ میں موجود تھے۔ سال بھر میں کل ۳ کروڑ ۷۰ لاکھ ۵۷ ہزار روپے کی آمدنی ہوئی۔ اور ۴۵ لاکھ ۹۰ ہزار ۲ سو ۱۵ روپے کا خرچ ہوا۔

محکمہ تار

۱۹۱۴-۱۵ء سنہ کے اختتام پر تار گھروں کی جملہ تعداد ۱۰ ہزار ۶ سو ۶۱ تھی۔ جن میں سے ۷ ہزار ۴ سو ۳۸ کاروبار کے لیئے کھلے ہوئے تھے۔ سال بھر میں ایک کروڑ ۶۵ لاکھ ۴۱ ہزار ۵ سو ۵۹ تار برقی پیام روانہ کیئے گئے۔ اس سال تار برقی بھیجنے کے راستہ میں ۲ ہزار ۵ سو ۳۱ میل کا اضافہ ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۹۱۵ء سنہ کو تار کا راستہ کل ۸۴ ہزار ایک سو ۲۴ میل تھا۔ اور ۳ لاکھ ۳۰ ہزار ۳۳ میل طویل تار تھی سررشتہ تار کی کل آمدنی ایک کروڑ ۷۰ لاکھ تھی اور مصارف ایک کروڑ ۳۸ لاکھ۔

یہ رپورٹ ہر طرح سے اطمینان بخش ہے اور پبلک کے لیئے قابل شکریہ۔

مشترکہ تعلیم کا انتظام

لالہ لاجپت رائے نے ایک نرالی تجویز پیش کی ہے۔ ایف۔ اے کلاس کی تعلیم تو ہر کالج میں یکساں دیجائے لیکن بی۔ اے کی تعلیم سائنس انٹر کالجی طرز کی ہو۔ مثلاً مثلاً دیال سنگھ کالج اسلامیہ کالج۔ سناتن دھرم کالج (جسکی بنیاد رکھی جانیوالی ہے) کے بی۔ اے کے طلباء ڈی۔ اے وی کالج کی کیمسٹری کی کلاس میں تعلیم پائیں ڈی۔ اے وی کالج کے جو طلباء فزکس کی تعلیم کے خواہاں ہوں۔ وہ اسے دیال سنگھ کالج کی کلاس میں حاصل کریں۔ اسی طرح اسلامیہ کالج اور ستاتن دھرم کالج میں سائنس کی اور شاخوں کی خاص تعلیم کا انتظام کیا جائے جس میں باقی تین تین کالجوں کے طلباء شریک ہوں۔ یہ غور طلب سوال ہے۔ کہ کیا یہ تمام کالج اپنے تعلیمی اوقات میں ایسی تبدیلیاں نہیں کر سکتے۔ جن کی بدولت وہ خاص مضامین کی انٹر کالجی قسم کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کر سکیں۔

یہ تجویز بظاہر تو بہت دل پسند ہے مگر عملی رنگ میں دشوار۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ لالہ لاجپت رائے نے قومی کالجوں کے اثرات خصوصی کو کم کرنے کے لیئے ایک عمدہ تدبیر کرنی چاہی ہے۔

بنگال میں طغیانی

لکھنؤ و جونپور کے بعد اب بنگال کی نوبت آئی ہے۔ جہاں وہی دریائے گومتی جس نے لکھنؤ و جونپور کا تختہ غرق کیا ہے۔ سیلاب افشانی کر رہا ہے ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء سنہ کی صبح کے وقت فیضی میں کثرت بارش کی وجہ سے خوفناک طوفان آیا۔ دریائے برہما پوتر جو اس شہر کے قریب ہی تھا خوب جوش میں آیا۔ اور اطراف و اکناف کے جسقدر مقامات تھے تمام زیر آب ہو گئے اس غیر متوقع طغیانی کی وجہ سے بہت سا جان و مال تلف ہوا۔ جسقدر کھیت دریا کے قرب و جوار میں تھے سب کے سب تہ آب ہو گئے۔ اور تمام فصلوں کو سخت نقصان پہنچا۔ کوملا میں بھی ابھی تک دریائے گومتی طغیانی پر ہے۔ متعدد بڑے بڑے بلند درخت زیر آب ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس قدر طوفان ۲۱۔ اکتوبر کی صبح کو رونما ہوا ہے آج سے پیشتر کبھی نہیں ہوا تھا

لی گئی ہو یا دریا بہالے گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ ہراساں اور پریشان ہیں ؛

کاش پریشانی کی وجواہت دما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا کے آئینہ میں دیکھیں ؛

ملک معظم کو چشم زخم

لندن ۲۹ - اکتوبر کا تار ہے کہ ۲۸ - اکتوبر کی صبح کو شاہ جارج شاہی اقامت گاہ سے دس بجے سے پیشتر ایک چھوٹے سے قصبہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں اول فوج کے کمانڈنگ افسر نے آپکا استقبال کیا۔ وہاں ہز میجسٹی موٹر کار سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو گئے اور تمام پارٹی ایک بڑے میدان کی طرف روانہ ہوئی۔ جہاں اول فوج کا ایک جیش معائنہ کی غرض سے کھڑا تھا۔ ملک معظم سپاہیوں کی قطاروں کے سامنے سے گذرے۔ سپاہیوں کے چیئرز دینے اور ہوا میں ٹوپیاں ہلانے سے ہز میجسٹی کی گھوڑی سیخ پا ہو کر پیچھے کی طرف گر پڑی۔ ملک معظم نے اسپر پھر قابو پا لیا مگر گھوڑی دوبارہ سیخ پا ہو گئی اور اب کی مرتبہ زمین پر گر پڑی۔ جس سے ہز میجسٹی بھی زمین پر آرہے۔ اُس پاس کے افسروں نے فوراً لپک کر ہز میجسٹی کو اُٹھا لیا اور ایک موٹر کار میں جو فوراً آگئی تھی سوار کرا دیا۔ اس کی وجہ سے اس روز کا باقی پروگرام منسوخ کر دیا گیا۔ حادثہ کی خبر فوراً سب جگہ پھیل گئی۔ ملک معظم موٹر کار کے ایک کونہ میں بیٹھے نہایت سنجیدگی سے سپاہیوں کے سلام کا جواب دیتے رہے ؛ تمام وفادار رعایا کی ہمدردی حضور ملک معظم کیساتھ ہے خدا تعالےٰ ہماری مہربان شہنشاہ کو حوادث سے محفوظ رکھے ؛

قتل عام کے خوفناک مناظر

پٹرد گراڈ ۲۰ - اکتوبر دریائے ڈوینا کے جزیرہ ڈالن میں جو ریگا کے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے قتل عام کا ایک نہایت خوفناک منظر دیکھنے میں آیا۔ روسیوں نے پہلے چالاکی سے جرمنوں کو اس جزیرہ میں آنے کا موقع دیا اس کے روسی توپخانہ نے دونوں طرف سے جزیرہ پر نہایت شدید گولہ باری کی اہل ریگا نے اس گولہ باری کا ڈوینا کے ایک پل پر سے مشاہدہ کیا اور انہوں نے دیکھا کہ تمام دریا جرمنوں کی لاشوں سے جو اس طرف بہ رہی تھیں قریباً بند ہو گیا ؛

پمفلٹ کی ضبطی

صوبہ جات متحدہ کی گورنمنٹ نے ایک انگریزی پمفلٹ موسومہ "انڈین نیشنل پارٹی کا اعلان" جس کا انڈین نیشنل پارٹی کی منتظمہ کمیٹی کی طرف سے شائع ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ قابل ضبطی قرار دیا ہے ؛ اسی طرح ترانہ ظفر ظفر علیخاں کی بعض نظموں کا مجموعہ بھی ضبط کر لیا گیا ہے ؛

اس قسم کے لٹریچر کے شائع ہونے میں مخل ہونا ایسا سلوک نہایت برمحل ہے ؛

فرانس کی جدید وزارت

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جدید مجلس وزراء میں موسیو برآئینڈ وزیر اعظم و وزیر محکمہ خارجہ۔ موسیو گیلیانی وزیر جنگ موسیو دیویانی وزیر عدالت نے وزائب پریزیڈنٹ کونسل اور موسیو ڈمرگو وزیر نو آبادیات مقرر ہوئے ہیں موسیو برائینڈ نے پُرزور الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ وزارت کے تغیر سے گورنمنٹ کی پالیسی میں جس کو صرف ایک ہی لفظ یعنی فتح سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کسی قسم کا تغیر نہ آئے گا ؛

مسلم یونیورسٹی

یہ سوال حل کرنیکے لئے کہ آیا مسلم یونیورسٹی ان شرائط پر لے لینی چاہیئے یا نہیں کہ جن شرائط پر ہندوؤں نے ہندو یونیورسٹی منظور کی ہے علی گڈھ میں ایک جلسہ ہوا اسکے متعلق ایک غیر جانبدار کا بیان یہ ہے کہ "ووٹ شماری کا حکم دیئے... ... جانے پر پہلے مسئلہ یونیورسٹی کے التوا کے حامیوں نے ہاتھ اُٹھائے جنکو صاحب پریسیڈنٹ نے بآواز بلند گنا۔ انکی تعداد ۳۱ تھی اسکے بعد مخالفین التوا کی تعداد ۳۰ شمار کی گئی۔ اور راجہ صاحب کا تعداد کا اعلان کرنا تھا۔ کہ جلسہ میں شور مچ گیا۔ مخالفین التوا میں سے ایک نے کہا کہ اس نے خود ترمیم کے خلاف ۳۶ ووٹ شمار کیئے ہیں صاحب صدر جلسہ پہلے تو اپنی ووٹ شماری پر بالکل مطمئن معلوم ہوتے تھے لیکن ترقی پذیر غوغا و ابتری اُنپر اثر ڈالے بغیر نہ رہ سکی ..... اس اثنا میں پانچ نئے آدمی ہال میں داخل ہوئے جو مخالفین ترمیم کے طرفدار معلوم ہوتے تھے کیونکہ جونہی وہ کمرہ میں داخل ہوئے۔ التوا مسئلہ یونیورسٹی کے ایک طرفدار نے اس طرف پریسیڈنٹ صاحب کو توجہ دلائی اور کہا کہ اِن تبدیل شدہ حالات میں ووٹوں کا دوبارہ شمار کیا جانا سراسر بے انصافی ہوگی لیکن پریسیڈنٹ صاحب نے باوجود پیہم اعتراضات کے کچھ پرواہ نہیں کی۔ جسپر وہ لوگ ہال سے اُٹھ کر چلے گئے ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد باقیماندہ شرکائے جلسہ سے کاغذ پر دستخط کرائے گئے۔ جنکی تعداد مع میر مجلس صاحب کے ۴۰ تھی"

مسلمانوں کا کونسا کام ہے جو بے اتفاقی سے خالی ہے۔ اور یہ اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا جبتک وہ ایک امام کے ماتحت نہ ہو اس یا الفاظ دیگر احمدی نہ بنجائیں احمدی جماعت کے موجودہ امام نے اسوقت جب کہ بڑے جوش و خروش سے چندہ ہو رہا تھا یہ رائے دی تھی کہ احمدیوں کے لیئے اسمیں حصہ لینا ٹھیک نہیں مگر بعض لوگوں نے جو اپنے آپ کو اہل الرائے سمجھتے ہیں اسے بچپن کا قول کہا۔ اب وہ بتائیں۔ کہ کس کا خیال درست نکلا۔ ابھی تو ابتداء ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے گیا ؛

خواجہ کمال الدین صاحب سے ایک سوال

ماسٹر علی محمد صاحب ٹیچر ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ "حیرت کا مقام ہے کہ کُل جو لوگ غیروں کی سٹیجوں پر کھڑے ہو کر احمدؐ کا نام بلند کرتے تھے اور آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کو سمجھتے تھے۔ اور خود اپنے ہی پلٹفارموں پر کھڑے ہو کر محمدؐ کا نظارہ احمدؐ میں کرتے تھے۔ اور ابوبکرؓ کا جلوہ نورالدینؓ میں دیکھتے تھے۔ آج وہی احمدؐ کے منکر اور نورالدینؓ سے روگردان ہیں ع

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

سنہ ۱۹۰۹ء کا ذکر ہے کہ خواجہ صاحب نے سالانہ جلسہ کے ایام میں اپنے دورانِ لکچر میں یہ الفاظ احمدیہ پبلک سے کہے تھے کہ "دوستو! میں تمھیں سچ کہتا ہوں۔ کہ میں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا ہے تو احمدؐ کی شکل میں اور ابوبکر کو دیکھا ہے تو اِس نورالدین کی شکل میں (حضرت خلیفہ اول کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے) اب میں آپ صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ محمد اور ابوبکر کے دکھانے والے تو ہیں۔ مگر کہاں ہے عثمان۔ کہاں ہے علی۔ کہاں ہے طلحہ اور کہاں ہے زبیر۔ کیونکہ دوستو تم ہی ہو۔ جنکی شان میں آیا ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم" بدر جلد ۹ نمبر ۲۴-۲۵ صفحہ ۷ و ۱۴ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء ؛ اپنی اس تقریر میں خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احمدؐ اور حضرت خلیفۂ اول کو ابوبکرؓ کہا ہے۔ مگر اپنی سیالکوٹ کی حال ہی کی تقریر میں فرماتے ہیں۔ کہ ہم مبایعین۔ تم کیا غضب کرتے ہو۔ جو غلام احمدؑ کو احمدؐ بناتے ہو۔ اب اگر خواجہ صاحب کے موجودہ قول کا اعتبار کیا جاوے۔ تو انکا پہلا قول غلط ثابت ہوتا ہے یعنی یہ کہ "میں محمدؐ کو احمدؐ کی شکل میں دیکھتا ہوں" جو دراصل غلام احمدؑ ہے۔ مگر خواجہ صاحب کے موجودہ قول یا اعتقاد کی رو سے احمدؐ دراصل محمدؐ ہی ہے۔ اب انکے پہلے قول کے دراصل یہ معنے ہوئے۔ کہ میں محمدؐ کو محمدؐ کی شکل میں دیکھتا ہوں مگر یہ عجیب گورکھ دھندا ہے محمدؐ کو محمدؐ کی شکل میں دیکھنے پر زور دینے م

م کے کیا معنے۔ علاوہ ازیں مجھے پورا یقین ہے کہ خواجہ صاحب نے ظاہری عالم میں تو کیا خواب میں بھی کبھی محمدؐ کو محمدؐ کی شکل میں نہیں دیکھا ہوگا اور میرے اس قول پر خود انکا قول شاہد ہے۔ کیونکہ فرماتے ہیں کہ "دوستو میں نے محمدؐ کو دیکھا ہے تو احمدؐ کی شکل میں"، یعنی محمد (صلعم) کو صرف احمدؐ کی شکل میں دیکھا ہے اور کسی شکل میں نہیں۔ مگر اب وہ حضرت مسیح موعودؑ کے احمدؐ ہونے سے انکاری ہیں۔ گویا انہوں نے محمدؐ کو دیکھا ہی نہیں۔ نہ عالم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک سوال کا جواب

(از مولوی غلام رسول صاحب صوفی آف راجیکی)

سوال ۱- مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ قرآن کے نصف کے قریب دائیں طرف قادیان کا نام لکھا ہے حالانکہ لاکھوں حفاظ موجود ہیں اور کروڑوں قرآن لیکن قادیان کا نام نہ ہی کسی قرآن سے دیکھنے میں آیا۔ اور نہ ہی کسی حافظ سے سُنا۔ اور نہ ہی الہام انا انزلناہ قریبًا من القادیان کے الفاظ سارے قرآن میں پائے جاتے ہیں تو اب اگر اس کو الہام یا کشف بھی تسلیم کرلیں تو بھی یہ خلاف واقعہ ظاہر ہونے سے غلط ثابت ہوتا ہے ؛

جواب :- واضح ہو کہ کشف اور خواب علی العموم تاویل طلب ہوتے ہیں اور اکثر ہوتا ہے کہ دکھایا کچھ جاتا ہے اور حقیقت اسکی کچھ اور ہی ہوتی ہے اور اگر ہر ایک کشف اور خواب کو ظاہر پر ہی محمول سمجھا جائے تو پھر اس سے ہزارہا حقائق اور لاکھوں صداقتوں کا خون ہوجائیگا اور علاوہ اسکے ہزارہا انبیاءؑ اور اولیاءؒ پر بھی اعتراض پڑیگا کہ انکے ہزارہا قابل تاویل مکاشفات ظاہری صورت میں یعنی کشفی نظارہ کے موافق ظہور میں نہیں آئے۔ اصل بات یہ ہے کہ خواب اور کشف زیادہ تر از قبیل مجازات و استعارات ہوتے ہیں جنکو حقیقت پر حمل کرنا علوم سے بے بہرہ اور سطحی خیال کے لوگوں کا کام ہے نہ کسی ماہر علوم حقہ کا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ کشف کہ جسکی نسبت معترض نے اپنے سوال میں اعتراض اُٹھایا ہے یہ ایک لطیف صداقت ہے جسکی تصدیق واقعی طور پر قریبًا نصف قرآن میں دائیں صفحہ میں پائی جاتی ہے۔ اور قادیان کا نام بھی وہاں بیشک موجود ہے مگر برنگ مجاز و استعارہ۔ اور اس طرح کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فتنۂ دجّال سے محفوظ رہنا چاہے تو وہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں تلاوت کرے محفوظ رہیگا اور ظاہر ہے کہ سورۂ کہف کے لفظ ولیتلطف کا حرف نا بحساب شمار حروف نصف میں واقع ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں نصف قرآن کے قریب اور دائیں صفحہ پر ہی ہیں۔ اب ہم اس امر کی تحقیق کے لیئے کہ سورۂ کہف کی دس پہلی آیتوں کو تلاوت کرنا فتنۂ دجّال سے محفوظ رہنے کا کیونکر ذریعہ ہوسکتا ہے ان دس آیتوں میں غور کرتے ہیں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ ان دس آیتوں میں فتنۂ دجّال کا بھی ذکر ہو اور اس سے محفوظ رہنے کا طریق بھی بتایا ہو۔ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو قالوا اتخذ اللہ ولدا کا فقرہ بھی انہی دس آیتوں میں پایا جاتا ہے جو توحید باری کے خلاف فتنۂ عظیمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اتخاذ ولد کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا وہ جرم عظیم ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا تکاد السمٰوٰت یتفطرن وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ یعنی قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑیں محض اس گناہ کی وجہ سے کہ لوگوں نے خدائے رحمان کیلئے بیٹا تجویز کیا۔ اب یہ غیرت اور اس طرح کا غضب جو اتخاذ ولد کے متعلق ظاہر کیا ہے کسی اور جرم کے متعلق ہرگز ظاہر نہیں کیا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ سزا کی عظمت گناہ کی عظمت کیوجہ سے ہوتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں اتخاذ ولد ہی وہ جرم ہے جسکے برابر اور کوئی جرم نہیں۔ پھر دوسری طرف حدیث نبوی سے یہ بھی ثابت ہے کہ آدم سے لیکر قیامت تک فتنۂ دجّال سے بڑھکر کوئی فتنہ نہیں تو اب اس سخت سزا سے اس امر کا بھی انکشاف ہوگیا کہ اتخاذ ولد کا جرم ہی وہ فتنہ ہے جو فتنۂ دجّال کے نام سے مشہور و معروف چلا آتا ہے۔ اور قالوا اتخذ اللہ ولدا میں قالوا کے صیغۂ جمع سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجّال کی وحدت شخصی نہیں بلکہ وحدت نوعی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیحؑ کو ابن اللہ کہنے والی قوم کون ہے پھر مسیح موعودؑ کی نسبت آنحضرتؐ کا یکسر الصلیب فرمانا اس راز کو اور بھی کھولدیتا ہے کہ صلیب کے ساتھ کس قوم کا تعلق ہے۔ کیا اس سے بالبداہت یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس سے مراد عیسائی قوم ہے؟ جن کی نسبت فرمایا کہ دجال مکّہ مدینہ کے سوا تمام روئے زمین کو پامال کریگا۔ اب آنحضرت صلعم کا مکّہ اور مدینہ کو دجّال کے فتنہ سے محفوظ قرار دینا ان دونوں شہروں کی عزّت اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ مَیں نے (اس کشفی حالت میں کہ جسکے متعلق معترض کا سوال ہے) کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکّہ۔ مدینہ اور قادیان۔ گو مکّہ اور مدینہ کا نام قرآن میں بظاہر درج بھی ہے لیکن حضرت ممدوح کا اسجگہ قادیان کے ساتھ مکّہ اور مدینہ کا ذکر کرنا اُس حدیث کے رُو سے ہے جس میں مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کا ذکر کیا گیا اور قادیان چونکہ مسیح موعودؑ کا مولد اور مسکن ہے اسلیئے آپکی خاطر قادیان کو یہ اعزاز بخشا گیا جیسا کہ حضور کے الہام لولاک لما خلقت الافلاک لھلک المقام سے بھی ظاہر ہے۔ لیکن قادیان کا نام جن معنوں میں اعزاز کے ساتھ قرآن میں درج کیا گیا وہ سورۂ کہف کی دس آیتوں سے جس آیت میں ہے وہ یہ ہے ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایٰتنا عجبًا ۝۔ اس آیت میں گو اصحاب الکہف سے مراد گذشتہ واقعہ کے لحاظ سے گذشتہ زمانہ کے بعض لوگ ہیں لیکن یہ آیت زمانہ مستقبل کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں ہے۔ اور جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں یعنی الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا میں دجّال کا ذکر کیا گیا اسی طرح آیت ام حسبت میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کیا گیا۔ پھر یہ آیت حضرت مسیح موعودؑ کو الہام بھی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح کا اس آیت سے ضرور تعلق ہے۔ اور اس آیت کا لفظ کھف کہ جسکے معنی غار کے ہیں اور اکثر حفاظت اور امن کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اس کھف سے مراد قادیان ہی ہے کیونکہ جیسے کھف ملجا ماوٰے اور مأمن ہوتی ہے اسی طرح قادیان بھی حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے دین کی حفاظت کے لحاظ سے کہف کی طرح مأمن اور ماوٰی ہی ہے جیسا کہ الہام من دخلہ کان اٰمنا سے اسکی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ مدّت ہوئی کہ مجھے ایک رؤیا ہوا کہ ایک غار میں ہزاروں لاکھوں آدمی جمع ہورہے ہیں اور جس غار میں وہ جمع ہوئے اس کا نام قادیان تھا۔ پھر کہف بمعنیٔ حفاظت اس بات کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیتوں کو تلاوت کرنیوالا فتنۂ دجّال سے محفوظ رہیگا گویا دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلعم نے محفوظ رہنے کو اصحاب الکہف ہونیکا مترادف قرار دیا ہے اور اس صورت میں اصحاب الکہف کو ہم دوسرے لفظوں میں اصحاب الامن والحفاظت کے نام سے بھی موسوم کرسکتے ہیں۔ پھر کہف ظرف مکان ہے اور قادیان بھی ظرف مکان۔ جس سے بلحاظ اشتراک فی معنی الظرف والوصف کہف سے قادیان مراد لینا تشبیہًا و مماثلۃً جائز اور صحیح ہے۔ اور اس صورت میں ہم اصحاب الکہف کو اصحاب القادیان کے نام سے بھی موسوم کرسکتے ہیں کیونکہ آج وہ کہف جو دنیا بھر میں فتنۂ دجّال سے بچنے کیلئے کسی حق پرست اور طالب حق اور سچّے مسلم کے لیئے بطور مامن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پائی جاتی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کا مسکن مبارک قادیان ہی ہے اور بس۔ پس قادیان کا مقدس نام قرآن کریم میں بطور اعزاز الکہف ہے۔ اور احمدی جماعت کا نام اصحاب الکہف والرقیم۔ کیونکہ احمدی جماعت کے افراد ہی وہ لوگ ہیں جو خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے اور آپ کی بیعت میں داخل ہونے سے حفاظت میں آگئے اور الرقیم کا لفظ احمدی جماعت کے افراد کی اس خصوصیت کے لیئے بیان فرمایا گیا جو انکی بیعت کے بعد انکے نام کو لکھ لینے کی صورت سے ظاہر ہے کیونکہ اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ ہر ایک ایسا شخص جو احمدی ہوتا ہے بیعت کے بعد اس کا نام معاً فہرست اسماء مبایعین میں لکھ کر درج کر لیا جاتا ہے بلکہ مختلف اخباروں کے ذریعہ ایسے ناموں کی فہرست چھاپ کر شائع کر دیجاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس جماعت کے افراد کو خدا تعالیٰ کی کتاب میں پیشگوئی کے طور پر اصحاب الکہف کے ساتھ الرقیم کی صفت سے بھی متصف قرار دیا گیا۔

اور اس بات سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ قادیان کو الکہف قرار دینا کس طرح سے ہو سکتا ہے کیونکہ بعض اشیاء کے نام بلحاظ صفات کے دو تین چار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتے ہیں مثلاً مکہ اور مدینہ کو ہی دیکھو کہ مکہ کو قرآن میں سورۂ آل عمران میں بکہ بھی فرمایا ہے اور مدینہ کا اسی قرآن میں علاوہ مدینہ کے یثرب کے نام سے بھی ذکر کیا ہے اور علاوہ یثرب کے بعض پیشگوئیوں میں مدینہ کا نام طابہ اور طیبہ بھی آیا ہے۔ اب کیا معترض پہلے مقدس نوشتوں میں مدینہ کا نام طابہ پڑھکر مدینہ کو اسکا مصداق قرار دینے سے انکار کر دیگا۔ دراصل پیشگوئیوں میں علی العموم جو اسماء ذکر کیئے جاتے ہیں وہ توصیفی ہی ہوتے ہیں سو خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی قادیان کا وصفی نام قرآن کے قریباً نصف میں بتلا دیا اور حضرت مسیح موعودؑ کا ازالہ اوہام میں یہ فرمانا کہ ..... قادیان کا نام قرآن میں اعزاز کے ساتھ درج کیا گیا ہے اسمیں اعزاز کا لفظ خود بتلاتا ہے کہ قادیان کا کوئی توصیفی نام قرآن میں ہے جسمیں قادیان کی تعریف کو ایسے نام سے دکھایا ہے جس سے قادیان کا اعزاز ظاہر ہوتا ہے لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا قادیان کا اعزازی نام اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ تمام نبیوں کا موعود اور مقدس مسیح جو دجال کے فتنۂ عظیمہ سے خلق کو بچانیکے لیئے بھیجا گیا اس عظیم الشان نبی اور رسول کا اہی تختگاہ بنایا گیا اور مزدخلہ کان اٰمناً کی شان سے اسی مختص فرما کر اسی دنیا جہان کے لیئے کہف قرار دیا گیا۔

ہم اور ہمارے مخالفین

غیر مبایعین کے نئے نئے عقائد کا انکشاف

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ باعتبار اپنے علم و فضل۔

اخلاص و مؤدت بہ سلسلہ احمدیہ کے کوئی ایسی شخصیت نہیں رکھتے کہ ان کا ذکر اخبار کے ان کالموں میں کیا جاتا۔ مگر چونکہ وہ حامیانِ پیغام کے امام المناظرین ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے عقائد میں پیشوا ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم احمدی احباب کو ان کے حالات و خیالات سے آگاہ کریں۔

حکیم صاحب اگرچہ باقاعدہ طور پر ہمارے مہمان نہیں تھے کیونکہ نہ وہ مہمان خانے میں اترے اور نہ ہمارے امام فخر الانام کے حضور حاضر ہوئے۔ اور میاں عبد الحی کے ہاں سے بھی دریافت پر یہی سنا گیا کہ وہ ہمارے مہمان نہیں۔ تاہم ان کی خاطر و مدارات میں کوئی کمی روا نہ رکھی گئی۔ چند کلمات حکیم صاحب کے تکیہ کلام تھے۔ مثلاً جب کسی نے کہا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ تھے۔ تو وہ فوراً باآواز بلند پکار اٹھتے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنے ایسا کہنے والا شیطان ہے۔ پھر آپ یہ بھی بار بار فرماتے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا مدعی کافر اور ملعون ہے اور وہ جانتے تھے کہ ہمارا عقیدہ ہی مسیح موعود کے بارے میں یہی ہے۔ اس کے علاوہ بغیر حکم الٰہی مباہلہ کرنے والے کو آپ نے شیطان کہا۔ اس کے معنے بھی ہم سمجھتے تھے مگر ہمنے اپنے امام کی تعلیم کے مطابق صبر سے کام لیا اور ہرگز کوئی کلمہ نہ کہا۔ جو ان کو کسی پہلو میں گراں گزرے۔ بلکہ نہایت فراخدلی سے ان کو اجازت دی گئی۔ کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ گو محمد علی حکمی صاحب سرکار سے ہمارے لئے ایک سرکلر جاری ہو چکا ہے کہ ان کو رباطنوں۔ سیاہ دلوں سانپوں اور سانپ کے بچوں سے اب سختی کیجائے اور غالباً اسی بنا پر سید محمد حسین شاہ صاحب نے شیخ یعقوب علی صاحب کو شرائط مباحثہ طے کرتے ہوئے اپنے مکان سے اٹھوا دیا تھا۔ بایں دلیل کہ مکان ان کا اپنا ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے محمد سعید سعدی کو حکم پہنچا تھا کہ احمدیہ بلڈنگس میں تم اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھو۔ اور بیچارے عبد اللطیف کو مارنے دوڑے تھے مگر ہمنے ان باتوں کا بھی خیال نہ کیا۔ ہاں ایک بات کا افسوس ضرور ہے وہ یہ کہ بات بات پر حکیم صاحب کو لاجواب اور ساکت ہونا پڑتا۔ اور ان کے چہرے سے ہوائیاں اڑنے لگتیں۔ اور بعض زندہ دل احباب کو اسوقت یہ شعر یاد آتا کہہ رہی ہے یہ کسی کی آنکھ شرمائی ہوئی۔ اس بھری مجلس میں کیسی سخت رسوائی ہوئی۔ مگر اسکا پہلا مصرعہ صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے بھی خلاف ہے۔ غرض اس گفتگو میں جو زیادہ تر سید محمد احسن صاحب سے ہوئی یہ ثابت ہو گیا۔ کہ نہایت سخت بے اصول۔ اور اپنی بات پر بے فائدہ ضد کرنے والی۔ اور چکڑالویت نیچریت کا مجموعہ آپکی ذات والاصفات ہے۔ اور باوجود اتنے مباحثوں میں حصہ لینے اور لڑنے جھگڑنے کی عادت رکھنے کے دعوی اور دلیل میں فرق نہیں سمجھتے۔ حسن اتفاق سے گفتگو کا بہت سا حصہ خود حکیم صاحب کا قلمی یا مصدقہ موجود ہے۔ اس کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ ناظرین پڑھکر معلوم کریں کہ ایک خلافت حقہ کا انکار کر کے یہ لوگ کہاں سے کہاں پہنچے۔

۱۔ آپنے مسلمان کی تعریف کی جو کلمہ طیبہ پڑھے۔ قرآن کو منجانب اللہ سمجھے۔ آنحضرت کے بعد کسی کو نبی نہ مانے۔ اور اس طرح پر بتایا کہ تمام غیر احمدی مسلمان ہیں۔ کیونکہ ان پر یہ تعریف صادق آتی ہے مگر "احمدی جماعت" کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔ کیونکہ وہ ایک شخص کو نبی مانتی ہے

۲۔ آپنے کہا کہ بغیر یہ الہام ہونے کے کہ تو مباہلہ کر۔ مباہلہ کرنے پر تیار ہونے والا نہایت جھوٹا اور شیطان ہے جب دریافت کیا گیا کہ محمد حسین داتوی کی نسبت آپکا کیا فتوے ہے تو صریح الفاظ میں یہی فتوے دیا۔ اسکے گواہ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری۔ مہر محمد خان۔ مولوی عبد الرحمن صاحب۔ مولوی نظام الدین صاحب۔ مولوی فضل دین صاحب۔ سید محمد اسحق صاحب ہیں۔ حکیم صاحب کی دستخطی تحریر بھی موجود ہے۔

۳۔ یہ کہا کہ یہ قول ردی میں پھینکنے کے قابل ہے کہ بنی اسرائیل کے بعض انبیاء صرف پیشگوئیاں کیا کرتے تھے ایسے نبی کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں اسلئے نبی نہیں۔

۴۔ آپنے حضرت صاحب کے نبی نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ بتائی کہ آپ امتی ہیں۔ اور امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب حوالہ پوچھا گیا۔ کہ قرآن و حدیث یا کلام مسیح موعود سے دکھاؤ کہ جو امتی ہو۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ تو نہ دکھا سکے۔ سوال جواب اور جواب الجواب تحریری موجود ہے۔

۵۔ آدم علیہ السلام نبی نہیں اور ان کے نبی نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ عاصی اور غاوی تھے یعنی گنہگار۔ مسیح موعود کے کلام یا آنحضرت کی حدیث میں جو آیا ہے کہ آدم نبی تھے۔ وہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں مانتا۔ کیونکہ یہ ایک قول ہے خلاف قرآن پوچھا گیا خلاف قرآن کیونکر۔ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ نبی نہ تھے تو جواب دیا کہ قرآن نے انہیں عاصی اور غاوی جو لکھدیا پوچھا گیا کہ پھر حضرت اقدس نے عصمت انبیاء میں کیوں آدم ع کے بے گناہ ہونے پر زور دیا۔ تو کہا وہ صرف عیسائیوں کو جواب دینے کے لئے کہا گیا۔ کیا آپکا یہ مطلب ہے۔ کہ مسیح موعود نے دھوکہ دیا کہنے لگے جو سمجھ لو۔

۶۔ یہ کہا کہ مسیح کو بے باپ ماننے کے یہ معنے ہیں کہ وہ نبی نہ تھے (بلکہ کچھ اور بھی کہا جو نقل نہیں کیا جا سکتا۔) پوچھا گیا کہ پھر حضرت اقدس نے کیوں ایسا لکھا۔ کہا اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ بے باپ پیدا کر سکتا ہے۔ حالانکہ الفاظ آنجناب عزسجہٗ اس بات کی تردید کرتے ہیں۔

۷۔ آپنے کہا کہ آنحضرت کے بعد کسی پر حتّٰی کہ مسیح موعود پر بھی نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں پوچھا گیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب تو جائز سمجھتے ہیں معنے اور کرتے ہیں۔ کہا کہ میں اس بات میں ان سے متفق نہیں (یہ اصولی اختلاف ہوا)

۸۔ آپنے کہا کہ الہام بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ جو توحید کے خلاف ہے اور وہ بادشاہ جو ایسا کرینگے مشرک ہونگے۔ (مسیح موعود تو اسے بشارت قرار دے کر شاندار مستقبل کی خبر دیتے ہیں اور مریم عیسٰے کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ یہ تباہی کی خبر ہے)

۹۔ مسیح موعود ابوبکرؓ سے افضل نہیں (حالانکہ حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ اس امت کے تمام راستبازوں سے افضل ہوا بلکہ بعض انبیاء سے)

۱۰۔ حکیم صاحب سے پوچھا گیا۔ نبی کی تعریف کیا ہے۔ کہنے لگے اسپر اللہ تعالےٰ اپنا غیب ظاہر کرے بذریعہ جبرئیل فرشتے کے۔ اس پر سوال ہوا۔ کہ کس آیت سے یہ تعریف نکلتی ہے جواب دیا کہ فلا یظھر علیٰ غیبہٖ سے پوچھا گیا کہ اس میں جبرئیل فرشتہ کا کہاں ذکر ہے کہنے لگے رصداً میں۔ لیکن جب رصداً کے یہ معنے ثابت نہ کر سکے تو کہنے لگے دوسری آیت میں اور یرسل معکم گا جو آیا ہے اسپر سوال ہوا۔ کہ رسول تو عام ہے جبرئیل سے۔ جبرئیل کی تعیین کیسے ہوئی کہنے لگے رسول اللہ پر جبرئیل ہی نازل ہوتا تھا۔ کہا گیا اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ سب رسولوں پر جبرئیل ہی نازل ہوا کہنے لگے جبرئیل کو الملٰئکۃ سے تعبیر کیا ہے واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم میں۔ پس جو فرشتہ ہوگا جبرئیل ہی ہوگا اسپر انہیں سمجھایا گیا کہ جب مریم پر بھی جبرئیل کا نزول آپنے مان لیا تو آپنے اپنا دعویٰ واپس لے لیا۔ کیونکہ غیر نبی پر جبرئیل کا نزول مان کر یہ تسلیم کیا کہ جبرئیل کا نزول نبی کے لئے شرط لازم نہیں (یہ گفتگو ان کے مسلمات کی بنا پر تھی۔)

۱۱۔ حکیم صاحب سے پیر افتخار احمد صاحب نے سوال کیا کہ آپ صراط الذین انعمت علیہم کی دعا مانگتے ہیں اور انعم اللہ سے مراد۔ النبیین۔ الصدیقین۔ الشہداء الصالحین میں کیا کوئی پانچویں قسم بھی ہے۔ کہا ہرگز نہیں اسپر پیر صاحب نے کہا حضرت صاحب کو آپ کس قسم میں داخل سمجھتے ہیں۔ صرف ایک کا نام لیجئے۔ اسپر حکیم صاحب بڑے گھبرائے اور دیر تک ان سے مطالبہ رہا مگر وہ کسی قسم میں داخل نہ فرماتے۔ الصدیقین میں کرتے تو سوال ہوتا۔ پھر کیا آجتک النبیین میں کوئی نہیں ہوا۔ اگر النبیین میں کرتے۔ تو مطلب حاصل تھا۔ پیر صاحب تو چلے گئے بعد میں کہنے لگے۔ مطیع اور امتی انبیاء مراد ہیں اسپر شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے انہیں سمجھایا۔ کہ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین میں النبیین ناقص مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ آنحضرت اور آپ سے پہلے انبیاء کے متعلق ہے پھر معیت کا سوال لے بیٹھے کہ نبی نہیں نبیوں کے ساتھ۔ اسپر انہیں پوچھا گیا کہ صالحین بھی نہیں ہونگے بلکہ صالحین کے ساتھ تو نادم ہوئے۔ پھر انہیں ایک آیت دکھائی گئی۔ الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاولٰئک مع المؤمنین۔ اور پوچھا گیا کیا یہ لوگ مومن نہیں۔ بلکہ صرف مومنوں کے ساتھ ہیں۔ تو بالکل خموش رہ گئے اور جیسا کہ ایک بحث کے انجام میں کہا تھا مجھے بیت الخلاء میں جانا پڑ گیا ہے۔ اسی طرح اسوقت کہا میرا دماغ ٹھیک نہیں۔

۱۲۔ حکیم صاحب سے پوچھا گیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے رسالہ تبدیلی عقیدہ کی نسبت آپکی کیا رائے ہے کہنے لگے کہ وہ عبارات جو ریویو آف ریلیجنز سے نقل کی گئی ہیں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب کی قلم سے نکلی ہوئی ثابت ہو جائیں تو ان سے وہی نبوت ثابت ہوتی ہے جو آپ سمجھتے ہیں۔ اسپر انہیں بتلایا گیا کہ آپنے تسلیم کر لیا ہے کہ تبدیلی عقیدہ کی ذمہ واری مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء پر ہے۔

۱۳۔ از پئے آں محمد احسن را + تارکِ روزگار می بینم۔ اس الہام کے متعلق حکیم صاحب نے کہا۔ کہ یہ مولوی محمد احسن صاحب کی مذمت میں ہے۔ اور ان کی بربادی کی خبر ہے۔

۱۴۔ خسوف کسوف کے نشان کے متعلق حکیم صاحب نے کہا۔ کہ چونکہ مہدی مولوی نورالدین صاحب تھے۔ اسلئے یہ نشان ان کے لئے تھا۔

۱۵۔ سوال کیا گیا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی بیعت کیوں کی۔ جواب دیا کہ وہ مہدی تھے۔ پوچھا گیا۔ کیا جس وقت تم لوگوں نے بیعت کی اسوقت تمہیں یقین تھا۔ کہ رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی ہیں کہنے لگے نہیں۔ پوچھا گیا پھر بیعت غیر مامور کیوں کی اسپر خاموش رہ گئے۔

۱۶۔ حکیم صاحب نے کہا کہ مومن غلام بننے کے لئے نہیں۔ اور غیر مامور کی اطاعت غلامی ہے۔ جواز روئے قرآن منع ہے پوچھا گیا وہ آیت پڑھئے کہنے لگے الحر بالحر جو قرآن شریف میں آیا ہے۔

۱۷۔ حکیم صاحب نے کہا مولوی محمد علی صاحب کو مطاعی ومیدی لکھنا شرک ہے کیونکہ وہ غیر مامور ہے۔

۱۸۔ شیخ یعقوب علی صاحب نے کہا کہ مولوی نورالدین صاحب نے غیر احمدیوں سے اپنا اصولی فرق بتایا ہے۔ بجواب سوال ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب حکیم صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کہتے تھے یہ جھوٹ ہے شیخ صاحب نے کہا۔ آپ ڈاکٹر صاحب سے لکھوا دیں میں مان لونگا۔ بہت سی جرح کے بعد حکیم صاحب نے ۱۷۔ آدمیوں کے سامنے بھری مجلس میں اقرار کیا۔ کہ میں نے یہ جھوٹ بولا ہے۔

یہ باتیں ایسی سچی ہیں کہ حکیم صاحب کو بھی ان کی تصدیق کرنی پڑیگی۔ کیونکہ ان کی تحریریں بھی ہمارے پاس موجود ہیں مگر ایک مشکل یہ ہے کہ یہاں پندرہ سے زیادہ آدمی حلفیہ شہادت دے سکتے ہیں کہ حکیم صاحب زبان سے ایک کلمہ بولتے تھے۔ جب کہا جاتا کہ لکھدیجئے تو وہ کچھ اور ہی لکھدیتے۔ پھر لکھتے ہوئے زبان سے کچھ اور ہی کہتے اور قلم کچھ اور لکھتا یہ حکیم صاحب کی ایسی عادت ہے کہ اب بھی جسے شک ہو۔ تجربہ کر لے (باقی بشرط ضرورت پھر)

درس قرآن شریف کے نوٹ

مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے درس کے مکمل نوٹ دفتر فاروق میں موجود ہیں۔ قیمت للعہ ر چار روپے

چمکار محمدی یعنی سوانح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بزبان پنجابی منظوم تمام حالات کو مشتمل ہے احباب منگوالیں اسمیں مصنف کی ...

اخبار کا نواب بھی ہے ماؤں گورنمنٹ

ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت کیلئے تحریک

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا موقعہ نکالا ہے کہ ہماری جماعت کے مخلصین جانی جہاد میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ بہت جلد چھپکر شائع ہونیوالا ہے عربی نکسٹ کا ایک حصہ تو تیار ہو چکا ہے۔ اور انگریزی کے پروف بھی تیار ہو رہے ہیں خدا تعالیٰ نے پہلے سیپارہ کے لئے روپیہ کا سامان اپنے فضل سے اپنے پاس سے ہی کر دیا ہے۔ اور اسکے لئے کسی چندہ کی تحریک کی ضرورت ہمیں پیش نہیں آئی۔ میرا خیال ہے کہ ایک سیپارہ جب فروخت ہو جائے تو اسی کی آمد سے دوسرا سیپارہ چھاپ دیا جائے۔ اسطرح جماعت پر بوجھ نہ پڑیگا جسکے سامنے ابھی اور بہت سے کام ہیں اور ترجمہ قرآن کریم پر جسقدر روپیہ خرچ ہوگا اس کا برداشت کرنا ان تمام تبلیغی اخراجات کے ہوتے ہوئے جو اس وقت ہماری جماعت کر رہی ہے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اندازاً اڑھائی لاکھ روپیہ اس قرآن پر خرچ ہوگا۔ صرف چھپوائی کا خرچ سوا لاکھ روپیہ ہے۔ پس یہی طریق بہتر ہے کہ ایک ایک سیپارہ کر کے اسے شائع کیا جاوے۔ اور اسکی اشاعت میں ہمارے دوست جانی جہاد کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک جو کتب ہماری طرف سے شائع ہوئی ہیں وہ ہماری ہی جماعت کے لوگ خریدتے رہے ہیں۔ لیکن اس طریق سے اسقدر فائدہ نہیں ہوتا۔ جو اسطرح ہو سکتا ہے کہ دیگر لوگ ان کتب کو خریدیں۔ کیونکہ جو کتاب ان لوگوں تک پہنچی ہی نہیں جنکے لئے لکھی گئی ہے تو انکو نفع کیا پہنچائے گی۔ پس دنیا کو نفع پہنچانے کا یہی طریق ہے کہ اس تک صداقت پہنچائی جائے اس کا ایک طریق تو مفت اشاعت ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کو مفت کتاب دی جائے پڑھتے نہیں پس یہ طریق درست نہیں دوسرا طریق یہ ہے کہ غیروں کے پاس کتابیں قیمتاً فروخت کی جائیں اسطرح یہ فائدہ ہوگا کہ جو لوگ قیمت دیکر کتاب لینگے۔ ان میں سے اکثر اسے پڑھینگے بھی پس ایک تو تبلیغ کی تبلیغ ہو جائیگی دوسرے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ جماعت پر ترجمہ کے اخراجات کا بوجھ نہ پڑیگا۔ اگر ہماری جماعت ہی ترجمہ کو خرید لے تو یہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے کوئی شخص روپیہ اپنی ایک جیب سے نکالکر دوسری میں ڈالدے تو اسکی ایک جیب میں روپیہ تو پڑ جائیگا لیکن وہ شخص زیادہ مالدار نہیں ہو جائیگا۔ میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر اپنی جماعت کے لوگوں کو میں کہوں تو وہ فوراً خواہ اپنی جائدادیں ہی بیچ کر انکو ایسا کرنا نہ پڑے۔ سب سیپاروں کو خرید لینگے لیکن اس کا لازمی نتیجہ دوسرے چندوں پر پڑیگا۔ بیشک چندہ غیروں سے بھی لیا جا سکتا ہے لیکن میرا سے پسند نہیں کرتا۔ اوپر کا ہاتھ نچلے سے اچھا ہوتا ہے۔ یوں تو بعض دفعہ ہندو بھی چندہ دیدیتے ہیں لیکن وہ اور رنگ ہے۔ خود مانگنا مجھے نہایت ناپسند ہے جو لوگ مانگنے جاتے ہیں وہ دوسرے سے دبتے بھی ہیں۔ لیکن ہم اپنا ایمان قرآن کریم کی چھپوائی کے لئے بیچ نہیں سکتے۔ اس ترجمہ نے لوگوں کو کیا ایمان کی طرف لانا ہے جسکے چھپوانے والے نے اپنا ایمان فروخت کر دیا پس غیروں سے چندہ ہم نہیں مانگ سکتے۔ ہاں اپنا مال فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ آخر فرداً فرداً احمدی تاجر اپنے احباب دوسروں کے پاس فروخت کرتے ہی ہیں۔ پس سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ انگریزی ترجمہ جہانتک ہو سکے ہندوستان میں ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں کے پاس فروخت کیا جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اطیب کے ہی گھر میں پڑی رہے اور جماعت پر بھی بوجھ نہ پڑے۔ اگر پانچہزار سیپارہ ہندوستان میں فروخت ہو جائے تو ہم ہزاروں کی تعداد میں یورپ میں لائبریریوں کو مفت بھیج سکتے ہیں جسکے ذریعہ سے کروڑوں انسانوں کو ہدایت ہو سکتی ہے۔ اور اگلے سیپارہ کے چھپوانے کا خرچ بھی نکل سکتا ہے۔ اس مدعا کو پورا کرنیکے لئے میرا خیال ہے کہ پچاس یا سو مخلص احمدی فرداً فرداً اسی قدر جماعتیں اپنے آپ کو پیش کریں جو اپنے اپنے شہر میں سو یا پچاس نسخہ ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں میں کوشش کر کے فروخت کریں۔ بعض شہروں کے لوگ اگر چاہیں۔ تو سینکڑوں کی تعداد میں فروخت کر سکتے ہیں مثلاً لاہور ہی ہے۔ وہاں ہزارہا تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں جو حق کے جویاں ہیں اور ان کے دلوں میں تعصب نہیں جو شخص اس معاملہ میں کوشش کریگا۔ اُسے قرآنکریم کی اشاعت کا ایک بہت بڑا ثواب ملیگا۔ اور اسکے ذریعہ سے جو لوگ ہدایت پائینگے یا جن لوگوں کے دل سے تعصب دُور ہوگا۔ اور اُنکے دلوں میں اسلام کی عظمت پیدا ہوگی۔ اس کا پورا ثواب اُن کو بھی ملیگا اور مالوں کے ساتھ جانی جہاد کر کے وہ بہت سے انعامات کے وارث ہونگے۔ اُمراء کے لئے یہ مجاہدہ دوسروں کی نسبت اور بھی زیادہ ہے لیکن انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ دین اسلام کے خادم امیر و غریب سب ہیں۔ یورپ کے لوگ اپنی دنیاوی ترقی کے لئے یہ سب کام کرتے ہیں۔ غرباء کی ہمدردی کے لئے وہاں بعض دفعہ پھول فروخت کرنے کے میلے مقرر ہوتے ہیں۔ اور خود شاہی خاندان کی لیڈیاں تک اس فروخت میں حصہ لیتی ہیں۔ پس اسلام کو گھر گھر پہنچانے کے لئے جو خدمت کرنی پڑے۔ اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ بعض لوگ زبانی تبلیغ نہیں کر سکتے وہ اسطرح تبلیغ کر سکیں گے۔ کیونکہ جسقدر لوگوں کے گھروں میں ترجمہ قرآن انکی معرفت پہنچیگا۔ گویا سب کو انہوں نے اسلام کی تبلیغ کر دی۔ پس ہر جگہ کی جماعتیں اور جماعتوں کے افراد جن کو اللہ تعالیٰ اس ثواب میں حصہ لینے کی توفیق دے بہت جلد اطلاعدیں کہ کسقدر سیپاروں کے فروخت کرنے کی وہ اپنے علاقہ میں امید کرتے ہیں تاکہ انکے نام نمونہ بھجوا دیا جائے جو تیار موجود ہے اور امید ہے کہ پہلا سیپارہ پندرہ بیس دن تک تیار ہو جائے گا۔ اور ایک ماہ تک قادیان پہنچ جائیگا۔ مگر اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ زیادہ تر کوشش اسکی اشاعت کی غیر احمدیوں۔ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں ہونی چاہیئے یہ نہ ہو کہ اپنی ہی جماعت کے لوگ اسے خرید لیں کیونکہ اسطرح اشاعت کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اگر سب ترجمہ بھی ختم ہو جائے تب بھی جماعت کے لئے پھر اور چھپوایا جا سکتا ہے۔ پہلے صرف دوسرے لوگوں میں اسکی اشاعت ہونی چاہیئے۔ الّا ماشاء اللہ ایک سیپارہ کی قیمت دو روپے ہوگی۔ اور غالباً بڑے سائز کے ڈیڑھ سو صفحہ پر ہوگا۔ ایک اعلیٰ کاغذ پر بھی چھپوایا جائیگا۔ جو مجلد بھی ہوگا۔ اور اسکی قیمت ۵ روپیہ فی سیپارہ ہے۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے مخلصین کو ہر طرح کی دینی خدمات کی توفیق دے۔ اور اس کام میں میرا ہاتھ بٹانے والوں کی اپنے خاص فضلوں کے ساتھ مدد فرماوے۔ آمین

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

ناظرین کو واضح ہو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجھ پر بے طرح تین افتراء باندھ کر اپنا شکار بنانا چاہا۔ جنکی تردید میں نے مناسب سمجھ کر اخبار فاروق نمبر ۲ میں کر دی تھی۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اخبار اہلحدیث میں میرے متعلق وہی الفاظ لکھکر لوگوں کو بدظن کرنا چاہا جن کا جواب قرار واقعی طور پر دیا جا چکا تھا۔ مگر مولوی صاحب چونکہ اب آپ کھلا کھلا جھوٹ لکھنے لگ گئے ہیں اور مجھے ان باتوں کا فیصلہ ہونا نظر نہیں آتا اسلئے ملتجی ہوں کہ جو خط میں نے آپ کی خدمت میں لکھ کر دیا تھا مہربانی کر کے اُسے شائع کر دیجئے۔ اور پھر خلق خدا خود ہی فیصلہ کر لیگی۔ میں تو آپ کی ان لغو بیانیوں کو پہنچ نہیں سکتا۔ اسلئے عرض ہے کہ ان باتوں کا جواب اس خط پر ہی منحصر ہے۔ پس اگر آپ کو سچے ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو مرد میدان بنکر اس خط کو شائع کیجئے ۔ عزیز الرحمن خان

فاروق کے گذشتہ نمبر کے صفحات ۳-۴-۵-۶ اس اخبار کے ساتھ ارسال ہیں۔ ناظرین نمبر ۴ میں شامل کر لیں پہلے بھی اخبار میں اطلاع دی....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور دیگر مذاہب

مسیح کا مردے زندہ کرنا

مندرجہ ذیل مضمون ایک نومسلم طالب علم مدرسۃ المبلغین نے لکھا ہے اور یہ اُن کا پہلا مضمون ہے جسکو ہم بڑی خوشی سے درج اخبار کرتے ہیں تاکہ ہمارے بیرونی احباب کو پتہ لگ جائے۔ کہ دار الامان کے متعلم کیا سیکھ رہے ہیں۔ اور کہاں تک انہوں نے مذہبی کتب اور مناظرات سے واقفیت پیدا کی ہے۔ (ایڈیٹر)

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ کسی متلاشی حق نے ایک خط جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہٗ کی طرف بھیجکر کچھ سوالوں کے جواب طلب کئے تھے۔ صاحب موصوف نے بغرض جواب وہ خط خاکسار کو عنایت فرمایا لہذا انکے حکم کی تعمیل میں ان سوالوں کے جواب انشاء اللہ توفیق ایزدی تحریر کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ سائل کے شکوک کو دور فرماکر راہ ہدایت نصیب کرے۔ آمین ؛

سوال نمبر ۱۔ حضرت مسیح نے مردوں کو کیوں زندہ کیا؟

جواب۔ اس سے پیشتر کہ میں دلائل نقلی سے اسبات کو ثابت کروں کہ جس آدمی پر موت قطعی طور پر وارد ہو چکی ہو۔ اسکو پھر اس دنیا میں واپس نہیں بھیجا جاتا۔ تھوڑی دیر کے لئے عقلی پہلو سے غور کرنے کی درخواست کرتا ہوں کہ سائل صاحب دیکھیں آیا عقل کے نزدیک احیائے موتی ممکن ہے یا نہیں؟

پس واضح ہو کہ انسانی علوم کی ترقی سنت اللہ اور تجربہ انسانی پر موقوف ہے جو امر کہ سنت اللہ اور تجربہ انسانی کے موافق ظاہر ہوگا۔ اسکے معلوم ہونے سے انسانی علوم کی ترقی ہوگی۔ اور اوسکے خلاف کسی امر کے ظہور پذیر ہونے پر ہم اس امر کو ماننے کے لئے بلا دلیل قطعی ہرگز مکلف نہ ہونگے۔ مثلاً سورج کے بارے میں سنت اللہ اور تجربہ انسانی یہی ہے کہ وہ مشرق سے طلوع کرکے مغرب میں غروب ہوا کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص آکر بیان کرے کہ گذشتہ زمانے میں سورج مغرب سے طلوع کرکے مشرق میں غروب ہوا کرتا تھا تو کیا ہم اس بے حقیقت بات کو فوراً تسلیم کرلینگے؟ ہرگز نہیں! کیونکہ سنت اللہ اور ہمارا تجربہ یہی ہے کہ سورج مشرق سے طلوع کرے۔ اور مغرب میں غروب ہو۔ زیادہ وضاحت کے لئے میں ایک اور مثال دیتا ہوں :۔

مثلاً سنکھیا ایک زہر ہے۔ اگر کوئی شخص آکر یہ کہے کہ یہ زہر بچوں کو دو دو سیر دیدیا جاوے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اسکے ثبوت میں کسی کتاب کا نام پیش کرے تو کوئی عقلمند انسان یا ڈاکٹر اس کی بات کو مان کر ایسی کتاب کی قدر کرے گا۔ اور اپنے بچوں کو اسقدر زہر دینے پر طیار ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ زہر بچہ اگر ایک تولہ بھی کھالے تو فوراً مر جائیگا۔ چہ جائیکہ دو سیر کھالے اور پھر نہ مرے۔ ایسا ہی ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے سامنے بیشمار انسان مرتے ہیں۔ اور انہیں سے کوئی بھی زندہ ہوکر دنیا میں واپس نہیں آتا۔ اگر گذشتہ زمانے میں مُردے زندہ ہوسکتے تھے۔ تو موجودہ زمانے میں کیوں نہیں ہوتے؟ اصل بات یہ ہے کہ جسمانی طور پر حضرت مسیح نے کسی مُردے کو زندہ نہیں کیا کیونکہ یہ بات سنت اللہ کے خلاف ہے۔ اگر حضرت مسیح مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں تو سورج بھی مغرب سے طلوع کرسکتا ہے۔ اور یہ محال ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ گذشتہ زمانہ میں آدمیوں کی دس دس آنکھیں اور دو دو منہ ہوتے تھے۔ اور انسان زبان سے دیکھا کرتے تھے اور آنکھوں سے بولا کرتے تھے۔ اور اسکے ثبوت میں کسی کتاب کو بھی پیش کردے۔ اور اس کتاب میں ایسا لکھا ہوا بھی موجود ہو تو کیا کوئی ذی شعور انسان اس کتاب کو سچا یقین کریگا یا اسکو ایک ناول سمجھیگا؟ بے شک وہ ناول کی حیثیت سے بڑھ کر قابل وقعت نہ ہوگی! کیونکہ سنت اللہ اور تجربہ انسانی یہی ہے کہ انسان کی دو آنکھیں اور ایک منہ ہو اور منہ سے بولے آنکھ سے دیکھے نہ کہ اسکے خلاف۔ اسلئے جو کتاب اسکے خلاف ہوگی خواہ وہ مذہبی ہو یا کسی اور علم کی وہ ایک قصہ اور کہانی کے رنگ میں ہوگی۔ اور اگر انجیل کی بناء پر مسیح کا مردے زندہ کرنا تسلیم کیا جاتا ہے تو اس امر کو نظر انداز کرکے کہ انجیل محرف مبدل ہے یا نہیں ہم اگر فرض کے طور پر صحیح بھی مان لیں تو پھر بھی انصاف کی نظر سے دیکھا جاوے تو کہنا پڑیگا کہ از روئے انجیل بھی حضرت مسیح نے جسمانی طور پر کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ ہاں روحانی مُردے آپنے بے شک زندہ کئے جو کہ تمام انبیاء کرتے رہے ہیں۔ اسکے ثبوت کے لئے مختصر طور پر انجیل سے مندرجہ ذیل نظائر عرض کرتا ہوں انپر غور کرنیوالے جان لینگے کہ مُردوں کے زندہ کرنے کی حقیقت کیا ہے ؛

نظیر اوّل۔ واضح ہو کہ لوقا باب ۷ آیت ۲۷ و ۲۸ میں لکھا ہے کہ خدا کو سارے دل اور ساری جان اور سارے زور اور ساری سمجھ سے پیار کر! اپنے پڑوسی کو پیار کر جیسا اپنے کو پیار کرتا ہے تو تو جئے گا یہاں پر خدا کو تو تمام چیزوں سے بڑھ کر اور پڑوسی کو اپنا جیسا پیار کرنا موجب حیات فرمایا ہے۔ خدا کو پیار کرنا یہی ہے کہ اُسکے اوامر اور نواہی کی اطاعت کرنی۔ اسپر ایک سوال ہوتا ہے کہ آیا حضرت مسیح کے حواریوں سے کوئی بھی خدا کو اسطرح پیار نہ کرتا تھا اور اگر کرتا تھا۔ تو کیا ابتک کوئی حواری زندہ ہے؟

(۲) اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ کیا یہ کلام کہ تو تو جئے گا۔ جھوٹی نکلی۔ کیونکہ اب تک نہ تو کوئی حواری زندہ ہے اور نہ ہی عیسائی جو حضرت مسیح کے احکام پر چلتے ہیں یہ دعوے کر بیٹھے ہیں کہ ہم جسمانی طور پر ہمیشہ زندہ رہینگے۔ اور اگر کہو کہ اس سے مُراد روحانی زندگی ہے تو ہم کیوں نہ کہدیویں کہ حضرت مسیح بھی روحانی مردے زندے کرتے تھے ؛

نظیر دوم۔ ایک شخص کا بیٹا باپ سے الگ ہو گیا۔ اور دُور چلا گیا۔ جب نادم ہوکر واپس آیا تو باپ نے خوشی کی اور کہا کہ یہ مرگیا تھا۔ اب جیا۔ ہے وغیرہ۔ لوقا باب ۱۵ آیت ۲۳۔ خیال رکھئے۔ کہ یہاں پر مفقود الخبر کو مُردہ اور واپس آنے پر اسکو زندہ کہا ہے اس سے ثابت ہے کہ موت اور حیات کی کئی اقسام ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب آدمی واپس خدا کی طرف آتا ہے تو خدا خوش ہوتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ انسان از سر نو زندہ ہوا ہے ؛

نظیر سوم۔ کیونکہ وہ جو موا سو گناہ کی نسبت ایکبار ہوا پھر جو جیتا ہے۔ خدا کی نسبت جیتا ہے۔ رومی ۶ باب کی ۱۰ آیت یہاں پر خدا کے نافرمان کو مُردہ اور اُسکے احکام پر عمل کرنیوالے کو زندہ قرار دیا ہے ؛

نظیر چہارم۔ پولوس کہتا ہے کہ میں ہر روز مرتا ہوں یعنی مجھ سے کوئی فعل خدا کی مرضی کے خلاف سرزد ہوتا ہے تو میں مرجاتا ہوں اور اس سے توبہ کرکے زندہ ہو جاتا ہوں۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی مُردے زندہ کیا کرتے تھے ؛

نظیر پنجم۔ یسوع کہتا ہے۔ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہیں دیکھیگا۔ یوحنا باب ۸ آیت ۵۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے کلام پر عمل کرنیوالے ابد تک مرینگے۔ مگر ہم کو تو ایک بھی مسیح کا پیرو نظر نہیں آتا جو یہ دعوے کرے کہ میں ابد تک رہونگا۔ خیال کیجئے یہ کیسا دعوے ہے۔ کہ اگر اس سے جسمانی زندگی مانی جائے تو کون ہے جو دعوے کرے کہ میں یسوع کے کلام پر چلتا ہوں۔ حاشا و کلا۔ ایسا شخص ایک بھی نظر نہیں آتا۔ کیا حواری اب تک زندہ ہیں۔ اگر نہیں تو کیا وہ حضرت مسیح کے کلام پر عمل نہ کرتے تھے؟

نظیر ششم۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسی کی ہے۔ یوحنا باب ۶ آیت ۴۷ ؛

کیا مسیح پر ایمان لانیوالے ہمیشہ زندہ رہینگے ؛

حوالہ جات مذکورۃ الصدر سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مُردہ ہونا گنہگار ہونے اور خدا سے الگ ہونے پر بولا جاتا ہے پس کیا ممکن نہیں کہ ہم کہدیں کہ جنکو مسیح نے زندہ کیا انکو اپنی پاک تعلیم سے نیک بنایا اور وہ جو الگ ہو گئے تھے انکو مُردہ بتایا۔ اور ایسے استعارہ آمیز کلمات سب الہامی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور آئندہ ہم انشاء اللہ

... قرآن مجید سے بھی مُردوں کے زندہ ہوکر دنیا میں واپس آنے کی لاجواب ... فتح چراغ الدین نومسلم متعلم مدرسۃ المبلغین قادیان ... فانتظروا۔ ... پیش کرینگے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دربار اولوالعزم

۲۴- اکتوبر کو بعد نماز صبح ان الذین کفروا سواء علیھم پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ دو قسم کے کافر ہیں احکام کا منکر۔ اصول دین کے منکر جو احکام کو نہیں مانتے اور ضد و ہٹ پر تُل جاتے ہیں اور اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں کہ انکے لیئے انذار عدم انذار برابر ہو۔ وہ بھی ایمان نہیں لاتے۔

ایسا ہی جو سرے سے خدا کو یا سلسلہ نبوت یا یوم آخر کو نہ مانیں۔ انکو ڈرانا بھی مفید نہیں۔ پہلے انہیں اصول منوانے چاہییں۔

۲- ختم اللہ علیٰ قلوبھم پر فرمایا کہ قلوب اور ابصار جمع ہے اور سمع واحد۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید تو ایک ہی ہے جس کا وعظ انہیں سُنایا جاتا ہے۔ اب اسپر غور کرنا اپنے اپنے مذاق کے مطابق ہوگا کوئی کسی پہلو سے اس معاملہ پر سوچیگا۔ پس قلوب جمع ہے اسی طرح خدائے تعالیٰ کی تائید و نصرت مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے اور اپنے اپنے مذاق و فہم کے مطابق ہر شخص اسکو دیکھتا ہے اسلیئے ابصار جمع فرمایا۔

فرمایا یہی مسجد مبارک ہے اس میں چند آدمی بمشکل آسکتے تھے اور اتنی ہی کافی تھی۔ مگر اب اتنی وسیع ہے اور پھر بھی کافی نہیں یہ تائید و نصرت کا زبردست نشان ہے مگر بعض اسپر غور ہی نہیں کرتے دیکھتے ہیں لیکن کبھی کوئی اثر نہیں لیتے۔

۳- ومن الناس پر فرمایا کہ یہاں الناس اسلیئے لایا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جائے کہ انسان ہو کر جسے ضرر سے بچنے اور نفع کو حاصل کرنے کا ملکہ دیا گیا ہے اور قوت فیصلہ اور نیک و بد میں تمیز دی گئی ہے۔ وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ حیوان کوئی چیز بظاہر اپنے ذوق کے خلاف دیکھتا ہے تو اسے استعمال نہیں کرتا خواہ وہ اسکے لیئے کیسی ہی مفید ہو کیونکہ اسمیں یہ مادہ نہیں مگر انسان تو کڑوی دوائی پی لیتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ اسمیں میرے لیئے فائدہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انسان میں ایسا مادہ ہے جو فیصلہ کر سکے باوجود اسکے یہ منافق دو طرفہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

۴- یخادعون اللہ پر خدا نے مجھے عجیب حوالہ دیا۔ عربی محاورہ کے لحاظ سے خادع اور خدع میں فرق ہے جب کسی کو دھوکہ دیا جائے اور وہ نہ کھائے تو اسوقت خادع بولتے ہیں۔

۵- عذاب الیم۔ کفار کے لیئے۔ عظیم عذاب فرمایا اور منافقوں کے لیئے الیم۔ یہ اسلیئے کہ کافر تو گالیاں دیکر مقابلہ کر کے اپنا غصہ نکال لیتا ہے مگر منافق اندر ہی اندر کڑھتا رہتا ہے۔ نہ تو زبان سے کہہ سکتا ہے نہ عملی طور پر حصہ لے سکتا ہے بلکہ اسے تو شکست کھا کر بھی بجائے اسلام کو بُرا کہنے کے یہی کہنا پڑتا ہے ہم فتحیاب ہو گئے۔ یعنی بظاہر وہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھتا ہے دراصل کفار سے ہوتا ہے پس جب کفار کو شکست ہوتی ہے تو دراصل اسے ہی شکست ہوتی ہے اور اس کا جی کڑھتا ہے مگر کہنا یہی پڑتا ہے کہ ہم فتحیاب ہو گئے یہ بھی ایک قسم کا دکھ دینے والا عذاب ہے۔

۶- فرمایا یمدھم مہلت دیتا ہے۔ اسلیئے کہ ہدایت پا جائیں اپنا نفع نقصان سوچ لیں جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا:-

فی طغیانھم یعمھون انکا حال بتایا ہے۔ یعنی مہلت تو کسی اور غرض کے لیئے دی ہے اور وہ سرکشی میں غلطاں ہیں۔

۷- اشتروا الضلٰلۃ بالھدٰی اگلے مفسرین نے تو اسکے یہ معنے کیئے ہیں کہ انکے سامنے دو چیزیں پیش کی گئی تھیں ہدایت اور ضلالۃ۔ اور انہوں نے ضلالت لی۔ مگر اس طرح اشتراء کا مفہوم پورا نہیں ہوتا اصل بات یہ ہے کہ اصل چیز نیکی و ہدایت ہے اور ضلالت اسکے غلط استعمال کا نام ہے قرآن مجید و اسلام عین فطرت کے مطابق ہے پس یہ بتایا کہ اس اصل کو جو انسان کے اندر مرکوز ہے چھوڑ کر ضلالت خرید لی۔

۸- او کصیب من السماء بجلی کی گرج کے بعد اسکے خوف سے کانوں میں ہاتھ دے لینے اور بچنے کی کوشش فضول ہے کیونکہ بجلی تو جہاں پڑنی تھی پڑ چکی اسی طرح جب کلام الٰہی نازل ہو چکا۔ تو وہ جو کچھ فرمایا ہو کر رہیگا۔ اب شکلات سے گھبرانا اور بچنے کی کوشش فضول ہے۔ یہ ان منافقوں کی مثال دی ہے جو اسلام کی حقانیت دل میں مانتے ہیں لیکن بزدلی کی وجہ سے علانیہ شریک جماعت نہیں ہوتے اور اسکی مشکلات سے گھبرا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بارش جیسی مفید چیز کو کبھی کسی نے محض گرج یا ظلمت کی وجہ سے مضر نہیں کہا۔ اسی طرح اسلام کو مضر کہنا غلط ہے۔

۲۵- اکتوبر۔ فرمایا۔ ایک پادری سے میری بحث ہوئی میں نے اسے پوچھا عیسیٰؑ ماں کے پیٹ ہی سے بے گناہ پیدا ہوئے تھے یا بعد میں پاک ہو گئے۔ اگر وہ کہتا ماں کے پیٹ سے تو اعتراض پڑتا کہ کیوں خدا نے دوسروں کو ایسا پیدا نہ کیا۔ یہ تو انکے نقطۂ خیال سے بے انصافی ہے اسلیئے اس نے کہا اپنے زور سے پاک ہو گئے تو میں نے کہا پھر دوسرے انسان کیوں اپنے زور سے نہیں ہو سکتے اور کفارہ کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا۔ کہ گناہ حوّا سے ہے یا آدم سے۔ اس نے کہا شیطان نے عورت کو ضعیف دیکھ کر اسپر اپنا فریب چلایا تب میں نے کہا گرم پانی اور ٹھنڈا پانی ملکر معتدل ہو جاتے ہیں اسلیئے ہم جو مرد اور عورت دونوں سے پیدا ہوئے زیادہ گناہ سے پاک ہو سکتے ہیں۔

۲۶- اکتوبر۔ جج صاحب کو صبح کی نماز کے بعد درس دیا اور آیت شریفہ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین ہ کے معنے کرتے ہوئے فرمایا میرے نزدیک اس آیت کے یہ معنی ہیں اور میں نے اسپر غور کیا ہے (پہلے حضور نے قرآن شریف کا ہر طرح بے نظیر ہونا بیان فرمایا اسکے بعد حضرت نے یہ معنے فرمائے) شہید کے معنے معبود کے بھی ہیں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اس بات سے شک میں ہو اور باوجود دلائل براہین کے جو قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر دیئے جاتے ہیں تم تسلیم نہیں کرتے اور انکار کیئے جاتے ہو جاؤ اور اپنے معبودوں کو بلاؤ اور انکو کہو اور انکے آگے گریہ و زاری کرو کہ وہ تم کو بتلائیں کہ محمد رسول اللہ جو بات کہتے ہیں وہ بات غلط ہے۔ تم جنکو اپنا معبود مانتے ہو وہ جب اس بات میں تمہاری کچھ دستگیری نہیں کر سکتے پھر تم ڈرو خدا کے عذاب سے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس سے مشرکین بالکل عاجز ہیں کیونکہ قرآن شریف میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے مشرکین کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا کہ اپنے ان معبودوں سے تو دریافت کرو کہ انپر یہ آفت کس نے ڈھائی انہوں نے کہا کہ ابراہیم تم تو جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔ اب خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے یہ کتاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری ہے اور تم اس کا خود انکار کرتے ہو اپنے معبودوں کی طرف دعویٰ کرو یعنی کوئی تم میں سے یہ کہے کہ مجھکو لات عزیٰ نے یہ الہام کیا ہے۔ مجھکو مسیح نے یہ الہام کیا ہے کوئی مشرک بھی ایسا نہیں جو معبودان باطل کی طرف سے الہام کا دعویٰ کر کے کھڑا ہوا ہو۔ بلکہ جو ہوا خدا ہی کی طرف سے ہوا پھر فرمایا کہ جب تم اور تمھارے جھوٹے معبود اس مقابلہ سے بے خبر ہیں تو تمھارے لیئے یہ مقام خوف ہے تم عذاب الٰہی سے ڈرو۔ جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں اس میں یہ تبلایا کہ انسان جسکی محبت دل میں بہت رکھتا ہو اگر وہ اسکے ساتھ شریک عذاب ہو تو اسکے لیئے اور درد کا موجب ہوتا ہے دوسرے پتھروں سے ایک قسم کا مادہ نکلتا ہے جو بہت بربادیوں کا موجب ہوتا ہے سو انکو یہ عذاب ملا۔ کہ انکے بُت بھی توڑے گئے اور مقابلہ کرنے والے بھی تباہ کیئے گئے یہ تو مقابلہ کرنے والوں کا حال تبلایا اسکی دوسری طرف ماننے والوں کا حال تبلایا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور اچھے عمل کرینگے انکے لیئے جنّات ہوں گی اور پاکیزہ بیویاں۔ جنگوں میں عورتوں کے متعلق بہت مشکلات پیش آتی ہیں انکے متعلق ازواج مطہرہ سے مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ جبتک تم مومن رہوگے تم میں بدکاری کا عذاب نہیں آئیگا۔ پھر خدائے تعالےٰ نے مسلمانوں کے بچنے کے سامان بہم پہنچائے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک عورت کو عشقیہ شعر پڑھتے سنکر قاعدہ بنا دیا کہ ایک سپاہی چار ماہ تک جنگ پر رہے اسکے بعد واپس آئے اور جو زیادہ عرصہ رہنا چاہے وہ اپنی بیوی کو ساتھ لیجائے۔ پس تاریخ تبلاتی ہے کہ مسلمان جہاں گئے وہاں کسی قسم کی بدی نہیں پھیلی اور نہ انکے گھروں میں کوئی بدی پھیلی۔ خلود کے معنے زیادہ عرصہ ٹھہرنے کے ہیں یہ نہیں ہمیشہ ٹھہرے۔ مسلمان کو دو جنتیں دیگئی ہیں ایک اس جہان میں ایک آخرت میں۔ آخرت کی جنت کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مومن کی روحانی عبادات وہاں جسمانی رنگ میں متمثل ہو کر مومن کو ملینگی۔ اور اس جہاں میں جو وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا فرمایا چنانچہ ایک پادری آرنلڈ نام لکھتا ہے کہ جب مسلمانوں نے فارس فتح کیا تو انہوں نے کہا کہ قرآن کی موعودہ جنت ہم کو ملگئی اس نے تو ہنسی کی ہے لیکن درحقیقت بات یہی ہے مسلمانوں کو نہریں ملیں چنانچہ نبی کریمؐ کی حدیث میں ہے کہ فرات اور نیل جنت کی نہروں سے ہیں چنانچہ یہ مسلمانوں کو ملیں پھر مکّہ مدینہ میں نہر جاری ہوئی جہاں پانی نہیں ملتا تھا۔

۲۸۔ اکتوبر۔ صبح اولٰئک اصحب النار جن مذاہب میں دوزخ کا ذکر ہے انمیں آگ سے عذاب ضرور بتایا ہے اور دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آخری علاج آگ اور کیوٹرائر کرنا ہے۔ پس دوزخ ایک شفاخانہ ہے جسمیں مجرموں کی اصلاح ہوگی ھم فیھا خٰلدون۔ خلود کے معنے ہیں رہ پڑنے کے عام اس سے کہ یہ رہ پڑنا منقطع ہو یا غیر منقطع۔ دوسری آیات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنّات کی نعمتوں کے لیئے۔ عطاءً غیر مجذوذ آیا ہے۔ مگر دوزخ کے لیئے حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ جہنم پر ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ اسمیں کوئی نہ رہیگا۔ اور نسیم الصبا اسکے دروازے کھٹکھٹائیگی رحمتی وسعت علےٰ کل شئ قرآن مجید میں ہے جس سے ظاہر ہے کہ آخر رحمت غالب آئیگی جب انسان اپنی بدیوں کی سزا پا چکیگا۔ تو پھر جو نیکی ہوگی خواہ کوئی دہریہ ہی کیوں نہ ہو اسکا لحاظ ضرور رکھا جائیگا۔

ایک اور اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ دوزخیوں کے لیئے ولا یدخلون الجنۃ حتّٰی یلج الجمل فی سمّ الخیاط۔ پس وہ تو بہشت میں داخل نہیں ہونگے یہ صحیح ہے کہ وہ از خود داخل نہیں ہونگے نہ ہو سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت انکو داخل کرنا چاہیگی تو پھر کون مانع ہو سکتا ہے۔

نعمتی التی انعمت علیکم اس انعام سے مراد نبوت ہے چونکہ عہد حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے تھا اسلیئے اگر اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے کوئی نبی ہو تو اس عہد کے خلاف نہیں دوم اس عہد کے مستحق مختون ہیں۔ یہودی بظاہر مختون ہوتے تھے مگر روحانی پاکیزگی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اسلیئے فرمایا۔ کہ اوفوا بعھدی اوف بعھدکم۔ مصدقا لما معکم جب ایک نبی کی تعلیم میں خرابی پڑتی ہے اور اس قوم کا اسپر ایمان نہیں رہتا تو دوسرا نبی آکر اسکی تصدیق کرتا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کی نبوت چونکہ کل دنیا کے لیئے تھی اسلیئے آپکا کام کل اگلے نبیوں کی اور ان الہامات کی تصدیق ہے۔ جو انپر نازل ہوئے۔ موجودہ توریت و انجیل کی حرف حرف تصدیق مراد نہیں۔ کیونکہ ما انزل من قبلک اور تصدیق الذی بین یدیہ۔ سے ظاہر ہے کہ تمام نبیوں کے الہامات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حالانکہ کئی نبیوں کے صحف اب ملتے نہیں پس اس تصدیق اور اس ایمان کے وہی معنے ہونگے جو سب کے لیئے ہو سکیں۔ اور وہ انپر عمل کرنیکے نہیں ہو سکتے بلکہ صرف انہیں اپنے وقت میں سچا سمجھنا مراد ہے اور قرآن شریف میں مھیمنا فرما کر بتا دیا کہ قرآن مجید ان توریت و انجیل کتب سابقہ کا مھیمن ہے۔ انسان کے مھیمن ہونے سے تو یہ مراد ہے کہ وہ خرابی سے منع کر دیتا ہے مگر کتاب کا مھیمن ہونا یہی ہو سکتا ہے کہ دوسری کتابوں کے صحیح مضمون اپنے اندر رکھے پس جب انمیں تحریف ہوگی فوراً پتہ لگ جائیگا۔

لا تلبسوا الحق بالباطل۔ یعنی الہامات الٰہیہ کے ساتھ اپنے مطلب کی باتیں نہ ملاؤ۔ خود عیسائیوں میں ایسے محققین ہوئے ہیں جنہوں نے توریت و انجیل میں سے کافی آیات نکالی ہیں اور جو سب کو کلام الٰہی مانتے ہیں انکے لیئے فرمایا کہ حق کو باطل سے ملانیکا نقصان تو جانتے ہی ہیں۔

وارکعوا مع الراکعین اگلے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہودی رکوع نہیں کرتے تھے اسلیئے رکوع کا حکم ہوا حالانکہ رکوع ہی وہ کرتے ہیں یہ ایک عربی محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ محض اللہ کے لیئے ہو جانا۔

احمدی احباب کو اطلاع

تعلیم یافتہ احباب کو عینکوں کی ضرورت بالعموم ہوتی ہے پس اگر وہ اپنی ضرورت اِس دوکان سے پوری کرنا چاہیں تو انشاء اللہ تعالےٰ مال عمدہ پیبل کا اور مقابلۃً سستا ملیگا نیز عام بازاری دوکانداروں کے دھوکے اور ٹھگی سے محفوظ رہیں گے۔ والسلام

خاکسار عبدالرحیم احمدی ممتحن چشم دہلی بھوجلہ پہاڑی

ضرورت

انٹرنس پاس نوجوان احمدی جو انگریزی بول چال میں خوب مہارت رکھتا ہو نوشہرہ پرانچ کے لیئے ضرورت ہے تنخواہ ۲۵ روپیہ ماہوار کمیشن ۵ فیصدی انگریزی مال کمیشن سے مستثنیٰ ہوگا۔ ایڈریس نظام سیالکوٹ

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب بی اے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پروپرائٹر پبلشر کیلئے چھپ کر شائع ہوا)